بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, October 19, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿١٧﴾
وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنّٰهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ
بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّأَعْنَابٍ لَكُمْ
فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ
تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً

ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے اور ہم نے تمہارے اوپر کی جانب سات آسمان پیدا کئے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں۔ اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا۔ اور ہم اس کے نابود کر دینے پر بھی قادر ہیں پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ ان میں تمہارے لئے

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Monday, October 19, 1987

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Ghulam Ishaq Khan) in the Chair.

(RECITATION FROM THE HOLY QURAN)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

وَلَقَدْ خَلَقْنَا فَوْقَكُمْ سَبْعَ طَرَآئِقَ وَمَا كُنَّا عَنِ الْخَلْقِ غٰفِلِيْنَ ﴿١٧﴾
وَأَنْزَلْنَا مِنَ السَّمَآءِ مَآءً بِقَدَرٍ فَأَسْكَنّٰهُ فِي الْأَرْضِ وَإِنَّا عَلٰى ذَهَابٍ
بِهٖ لَقٰدِرُوْنَ ﴿١٨﴾ فَأَنْشَأْنَا لَكُمْ بِهٖ جَنّٰتٍ مِّنْ نَّخِيْلٍ وَّأَعْنَابٍ لَكُمْ
فِيْهَا فَوَاكِهُ كَثِيْرَةٌ وَّمِنْهَا تَأْكُلُوْنَ ﴿١٩﴾ وَشَجَرَةً تَخْرُجُ مِنْ طُوْرِ سَيْنَآءَ
تَنْبُتُ بِالدُّهْنِ وَصِبْغٍ لِّلْاٰكِلِيْنَ ﴿٢٠﴾ وَإِنَّ لَكُمْ فِي الْأَنْعَامِ لَعِبْرَةً

ترجمہ: شروع اللہ تعالیٰ کے نام سے، جو بڑا مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے اور ہم نے تمہارے اوپر کی جانب سات آسمان پیدا کئے اور ہم خلقت سے غافل نہیں ہیں۔ اور ہم ہی نے آسمان سے ایک اندازے کے ساتھ پانی نازل کیا پھر اس کو زمین میں ٹھہرا دیا۔ اور ہم اس کے نابود کر دینے پر بھی قادر ہیں پھر ہم نے اس سے تمہارے لئے کھجوروں اور انگوروں کے باغ بنائے۔ ان میں تمہارے لئے

بہت سے میوے پیدا ہوتے ہیں - اور ان میں سے تم کھاتے ہو۔ اور وہ درخت بھی ہم ہی نے پیدا کیا۔ جو طورِ سینا میں پیدا ہوتا ہے یعنی زیتون کا درخت کہ کھانے کے لئے روغن اور سالن لئے ہوئے اُگتا ہے۔ اور تمہارے لئے چارپایوں میں بھی عبرت اور نشانی ہے۔

LEAVE OF ABSENCE

جناب چیئرمین: جزاک اللہ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ چھٹی کی درخواستیں۔

جناب اختر نواز خان اپنی نجی مصروفیات کی بنا پر ایوان میں ۱۸ اکتوبر کو شرکت نہیں کر سکے۔ اس لئے انہوں نے ایوان سے اس تاریخ کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب محمد محسن صدیقی نے اپنی اچانک بیماری کی بنا پر ایوان سے ۱۹ اکتوبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے۔ کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: جناب سعید قادر صاحب نے ایوان سے ۱۹ اور ۲۰ اکتوبر کے لئے رخصت کی درخواست کی ہے کیا آپ ان کی رخصت منظور فرماتے ہیں۔

(رخصت منظور کی گئی)

جناب چیئرمین: منسٹر آف اسٹیٹ فار ڈیفنس نے اطلاع دی ہے کہ وہ دوسری مصروفیات کی بنا پر آج کے اجلاس میں شریک نہیں ہو سکیں گے۔

ADJOURNMENT MOTION

جناب چیئرمین: پہلی دو تحریکیں جاوید جبار اور طارق چوہدری صاحب کی غیر حاضری کی بنا پر ملتوی کی جاتی ہیں۔ دو اور تحریکیں عبدالرحیم میرداد خیل صاحب کی ایک ہی مضمون پر ہیں نمبر ۹۵ اور ۱۰۰ ہے چونکہ آپ بھی موجود ہیں اور وزیر صاحب بھی موجود ہیں، لہذا آپ پڑھ کر سنا دیں۔

ADJOURNMENT MOTION; *RE*: REPORTED RETRENCHMENT OF THE EMPLOYEES OF PAKISTAN RAILWAYS

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمٰن الرحیم میں قومی اہمیت کے حامل مندرجہ ذیل توجہ طلب مسئلے پر ایوان میں تحریک پیش کرتا ہوں کہ روزنامہ "جسارت" کراچی ۷، اکتوبر ۸۷ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ پاکستان ریلوے نے تمام عارضی ملازمین کو برطرف کرنے کا فیصلہ کر لیا۔ چھانٹی کے لئے ڈویژنل سپرنٹنڈنٹوں کو تحریری احکامات جاری کر دیئے گئے ہیں۔ ان کے اس فیصلے سے ۵ ہزار افراد بیروزگار ہو جائیں گے۔ مسئلے کی اہمیت کے پیش نظر التوا کی درخواست کرتا ہوں کہ اس پر ایوان میں بحث کی جائے۔

جناب چیئرمین: چونکہ دوسری بھی اس کے ساتھ منسلک ہے اسے بھی پڑھ دیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: میں تحریک کرتا ہوں کہ روزنامہ نوائے وقت راولپنڈی مورخہ ۱۳، اکتوبر کو یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ ریلوے کے دو سو ملازمین کو برطرف کر دیا گیا۔ اس اہم اور فوری نوعیت کے مسئلہ کے پیش نظر ایوان میں بحث کی جائے۔

Mr. Chairman: Is it being opposed?

Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak: Yes Sir. I opposed it.

جناب چیئرمین: آپ اگر اس کی مزید وضاحت کرنا چاہیں تو فرمائیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: جناب چیئرمین! جیسا کہ آپ کو بخوبی علم ہے کہ پاکستان میں بیروزگاری کی انتہا ہو گئی ہے۔ غریب عوام کی زندگی تو بہت ہی محدود ہو کر رہ گئی ہے اور اس سے بڑا طبقہ کے لوگ فائدہ اٹھاتے ہیں۔ اس کی مثال یہ ہے کہ ہمیں لوگ روزگار کے لئے درخواستیں دیتے ہیں اور ہم سے لے کر وزراء کے پاس جاتے ہیں۔ آگے وہ جس قسم کا لکھ دیتے ہیں۔ خیر بہر حال، مسئلہ حقیقت میں یہ ہے کہ جن کو روزگار مل سکا ہے، اور خوش قسمتی سے روزگار ملا ہے۔ یہ صرف ۵/۶ ہزار افراد نہیں ہیں بلکہ ان کے ساتھ وابستہ جتنے خاندان کے لوگ ہیں وہ متاثر ہوئے ہیں اور اس کے بعد فوراً ۲۰۰ ملازمین ریلوے کے نکال دیئے گئے اور اب یہ جو بے روزگار ہو گئے ہیں، ان پر کیا حالت گزری ہو گی جبکہ اس ملک میں پہلے ہی سے بیروزگاری میں اضافہ ہوتا جا رہا ہے اور جن کو خوش قسمتی سے روزگار مل گیا ہے تو پھر ان کو بے روزگار کر دیا گیا ہے اس اہم مسئلے پر میں یہ چاہتا ہوں کہ از راہِ کرم انسانی ہمدردی کی بنیاد پر اور اسلامی رشتے کی بنیاد پر اگر تھوڑی بہت کچھ رمق ہے تو میں اس حکومت سے یہ اپیل بھی کروں گا کہ ان خاندانوں پر رحم کرے ان ملازمین کو بیروزگاری سے بچایا جائے تو یہ ایک احسانِ عظیم ہو گا۔ اس طرح ریلوے، آپ دیکھ رہے ہیں کہ بہت بڑا محکمہ ہے اس میں ہم نے الیکشن لڑا ہے اور باقاعدہ ہم C.B.A ہیں اور پریم یونین کے نام سے یونین موجود ہے ہم نے مسائل حل کرنے کی بہت ہی کوشش کی ہے کہ حکومت کے ساتھ چپقلش پیدا نہ ہو لیکن جہاں تک حکومت کا تعلق ہے تو اس پر لازم ہوتا ہے کہ جن مسائل کی ہم صحیح نشاندہی کریں انہیں حل کریں۔ ورنہ اس طرح مزدوروں میں اشتعال پھیلایا گیا تو پھر نہ صرف

ریلوے کے مزدور اٹھ کھڑے ہوں گے بلکہ اس کی حمایت میں اور بھی مزدور کھڑے ہو سکتے ہیں - اور اسے اپنی جدوجہد کا ایک آغاز بنا سکتے ہیں۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہ اس سلسلے میں ایک اہم کردار ادا کریں اور ان کو بحال کریں اور پھر آئندہ واضح اعلان کریں کہ ہم اس طرح ملازمین کو نہیں نکالیں گے۔ پہلے ایک منسٹر تھا اس نے باقاعدہ یہ لکھا تھا کہ اگر جگہ خالی ہے تو ان کو رکھ لو، چونکہ وہاں جگہ تھی ان کو رکھ لیا گیا تھا تو پھر کیا وجہ ہے کہ ان کو نکالا گیا - بہر حال وہ منسٹر نثار محمد خان صاحب، تشریف فرما ہیں ان سے پوچھا جا سکتا ہے۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: جناب اسلم خان خٹک صاحب۔

جناب محمد اسلم خان خٹک: جناب والا! آنریبل ممبر کے شکوہ و شکایت اور ان کے نقطہ نظر سے میرا پورا اتفاق ہے یہ مسئلہ ایسے نہیں اٹھا۔ وفاقی محتسب نے ایک شکایت پر حکومت سے پوچھا کہ یہ ساڑھے تین یا چار ہزار افراد جو بھرتی ہو گئے ہیں کیا آپ نے ان پوسٹس کو ایڈورٹائیز کیا تھا۔ کیا آپ نے ان کی کوالیفکیشن کو ایڈورٹائیز کیا تھا اور کیا پھر آپ نے کوئی کمیٹی بٹھائی تھی کہ وہ ان کی سلیکشن کرے۔ یہ سوال وفاقی محتسب کی طرف سے تھا۔ اے جی پی آر کی طرف سے آیا کہ آپ کا محکمہ، خیراتی محکمہ نہیں ہے آپ یہ بتائیے کہ ان کے لئے آپ نے پہلے بجٹ پروویژن کی تھی کہ یہ جو ساڑھے تین چار ہزار آدمی بھرتی کئے ہیں۔ اس موقع پر یا اس جگہ پر یہ فائل میرے پاس بھی آئی اور اس میں دیکھا گیا کہ منسٹر صاحبان نے تو یہ بالکل ٹھیک لکھا ہے کہ جناب ان کو appoint کردو - اگر ویکنسی exist کرتی ہے۔ ریلوے کے جو ملازمین تھے وہ یہ سمجھے کہ یہ جناب احکام ہیں اور ان کی تعمیل ضروری ہے۔ تو انہوں نے جناب والا! جگہ تھی یا نہیں تھی ان لوگوں کو نوکری پر لگا دیا۔

[Mr. Muhammad Aslam Khan Khattak]

ریلوے کے محکمے نے جواب دیا کہ یہ بالکل ٹھیک ہے کہ ہم لوگوں نے ان کی کوالیفکیشنز مشتہر نہیں کی تھیں۔ لیکن منسٹر صاحب نے لکھا ہے کہ اگر ریلوے رولز پرمٹ کرتے ہیں، یعنی اگر ویکنسی اگیزسٹ نہیں کرتی تو میں ban ریلیز کرتا ہوں۔ اس کی تو علیحدہ انکوائری ہوگی۔ لیکن میں آنریبل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ جس طرح ہم نے یہ ساڑھے تین ہزار لوگوں کے لئے گنجائش پیدا کی ہے انشاءاللہ یہ دو سو کے لئے بھی کی جائے گی۔ البتہ اب یہ سوال ہے کہ اگر ایک ترکھان کی جگہ ہے اور اس پر ہم ایک کلرک کو بھرتی کریں تو یہ ذرا مشکل ہو جاتا ہے۔ لیکن بہر صورت میں ان کی feelings کے ساتھ پورا اتفاق کرتا ہوں اور یہ دو سو آدمی جن کو orders of appointment مل گئے ہیں اور وہ برسر روزگار ہو گئے یا ان کو تنخواہ ملتی رہی یہ نہیں معلوم کہ وہ کام بھی کرتے رہے یا نہیں کرتے رہے اس کی میں نے فل انکوائری رپورٹ منگوائی ہے اور میں آنریبل ممبر کو یقین دلاتا ہوں کہ میں بھی آخر صاحب اولاد ہوں اور آج کل بیروزگاری کی جو یہ حالت ہے کہ ہر صبح سے مجھے شام کے وقت تک آٹھ سو سے لے کر ایک ہزار درخواست ملازمت کے لئے وصول ہوتی ہے اور آپ یہ یقین کر لیں کہ ایم بی بی ایس والے کلرکی مانگتے ہیں۔ جناب والا! یہ ایک اتنا سیرس پرابلم ہے کہ جس کا پرائم منسٹر صاحب خود بھی نوٹس لے رہے ہیں اور انشاءاللہ اس کا کچھ تدارک ہوگا۔ لیکن بہر صورت یہ جو ملازمین اب گورنمنٹ کے احکام سے لگ گئے تھے ان کے نکالنے کے بارے میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ حتی الامکان یہ نہیں نکالے جائیں گے اور ان کے لئے کوئی موزوں جگہ ہم تلاش کریں گے۔

جنابِ چیئرمین: شکریہ! وزیر صاحب نے وضاحت تو کر دی ہے۔ آپ اب اپنی موشن پر اصرار کریں گے یا نہیں؟

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: خدا کرے ان کی یہ مبارک زبان ہمیشہ کے لئے قائم و دائم رہے۔ اور یہ دو سو ملازم انہی کے قلم سے پینشن تک بحال رہیں۔ اگر ان کا یہی وعدہ ہے تو میں اس کو پریس نہیں کرتا ہوں۔ اگر انہوں نے نکالے، یا ایک بھی مزدور اس سے نکلا تو پھر میری تحریک استحقاق پیش ہو گی۔

جناب چیئرمین: جب تحریک استحقاق پیش ہو گی تو وہ جواب دیں گے۔ جناب اسلم خان خٹک صاحب۔

What he is saying that he is not insisting on his motion provided whatever you have said is implemented in practice otherwise even if one man is retrenched, he would bring a motion of privilege.

جناب محمد اسلم خان خٹک: جناب والا! میرے خیال میں میرداد صاحب بھی مسلمان ہیں اور میں بھی مسلمان ہوں خدا کے فضل سے۔ جو کلمہ ایک مسلمان کے منہ سے نکلتا ہے کم از کم اس پر ان کو اعتبار کرنا چاہیئے۔

جناب چیئرمین! انہوں نے اعتبار کیا ہوا ہے وہ پریس نہیں کر رہے۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: اعتبار تو میں نے کیا ہے۔ بسر و چشم۔ لیکن یہ کچھ پھیل جاتے ہیں۔ ارادے تبدیل ہو جاتے ہیں۔ تو اسی لئے میں کہتا ہوں کہ آپ کو اللہ تعالیٰ اپنے ارادوں میں کامیاب کرے۔ میں تو دعا گو ہوں آپ کے لئے۔

MESSAGE:—THE SPECIAL COURTS FOR THE SPEEDY TRIALS BILL, 1987

Mr. Chairman: There is a message received from the National Assembly under Rule 109 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the National Assembly. The Secretary says that he has the honour to inform the Senate Sectt., that the National Assembly passed the Special Courts for Speedy Trials Bill, 1987 on the 16th October, 1987. A copy of the Bill is transmitted herewith.

The Bill today appears on the Orders of the Day. Now who is going to move? Janab Iqbal Ahmad Khan Sahib.

Mr. Iqbal Ahmad Khan: Sir, with your kind permission I beg to move:

"that the Bill to provide for the establishment of Special Courts for the speedy trial of offence [The Special Courts for Speedy Trials Bill, 1987], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

Mr. Chairman: The motion moved is:

"that the Bill to provide for the establishment of Special Courts for the speedy trial of offence [The Special Courts for Speedy Trials Bill, 1987]., as passed by the National Assembly, be taken into consideration."

Is it being opposed?

Maulana Kausar Niazi: Opposed.

جناب چیئرمین: اپوزڈ۔ جناب اقبال صاحب آپ تشریح کریں وضاحت کریں۔ نیازی صاحب پہلے میرے خیال میں ان کو بولنے دیں۔ تھوڑی بہت وضاحت ہو جائے پھر آپ کو پوری اجازت ہے کہ اس کو ڈسکس کریں۔ جی فرمائیے۔

جناب اقبال احمد خان: شکریہ! جناب چیئرمین۔ جناب والا! گزشتہ کچھ عرصے سے ملک میں امنِ عامہ کی صورتِ حال بڑی ابتر ہے۔ کہیں ڈاکے پڑ رہے ہیں کہیں اغوا کی وارداتیں ہو رہی ہیں اور کہیں دن دیہاڑے قتل ہو رہے ہیں۔ جس کی وجہ سے ہمارے ملک میں عوام کے اندر تشویش پائی جاتی ہے اور ہمیں ہر جگہ سے یہ شکایات اور مطالبے آتے رہے ہے کہ جب کسی جرم میں کوئی گرفتار ہوتا ہے تو یہ پتہ نہیں چلتا کہ اس کے مقدمے کا کیا بنا۔ جناب والا! جو ہمارا موجودہ نظامِ عدل ہے اس میں کچھ اصلاح کی ضرورت ہے اور اس وقت مختلف عدالتوں میں ہزاروں کی تعداد میں مقدمات پینڈنگ پڑے ہیں۔ جن کے فیصلے ہونے کو نہیں آتے۔ اس کی جنابِ والا! کئی وجوہات ہیں۔ ایک تو سسٹم کی بھی کچھ نہ کچھ اصلاح کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں جناب وزیرِ اعظم صاحب بڑی سنجیدگی سے غور د

فکر کر رہے ہیں اور یہ کوشش ہے کہ اس نظام میں کچھ تبدیلیاں لائی جائیں۔ جس سے عوام کو فوری اور سستا انصاف مل سکے۔ لیکن جنابِ والا! یہ جو ہیجان انگیز کیفیت مختلف علاقوں میں ڈاکہ زنی، قتل و غارت اور اغوا کی وارداتوں سے ہو رہی ہے۔ اس کے لئے یہ سوچا گیا کہ کوئی ایک ایسا قانون بنایا جائے جس میں کم از کم اس قسم کے سنگین جرائم کے مقدمات کے فیصلے تو جلدی ہوں تاکہ لوگوں کو اطمینان ہو کہ اگر کسی نے اس قسم کا جرم کیا ہے تو مجرم کو سزا بھی جلدی مل جائے۔ اس بنا پر جنابِ والا! ایک آرڈیننس جاری کیا گیا اور اس میں یہ کہا گیا کہ حکومت کو اس بات کا اختیار ہوگا کہ وہ اس قسم کے تمام مقدمات سپیشل کورٹ میں پیش کر سکے۔

جنابِ والا! تجویز کیا گیا ہے کہ ہائی کورٹ کا جج یا کوئی ایسا شخص جو ہائی کورٹ کا جج بننے کا اہل ہوگا اس کو سپیشل کورٹ کے جج کے فرائض دیئے جائیں گے اور اس عدالت کے فیصلے کی اپیل سپریم کورٹ کے پاس براہِ راست کی جائے گی۔ مقصد جنابِ والا! یہ تھا کہ جلدی فیصلے ہو سکیں اور اپیلوں کا فیصلہ بھی جلدی ہو سکے۔ اس کے علاوہ جنابِ والا! جس وقت یہ بل پیش کیا گیا ہماری نیشنل اسمبلی اور سینیٹ کی طرف سے اس بات کا اظہار کیا گیا کہ اگر حکومت کو اس قسم کا اختیار دے دیا جائے کہ وہ جو مقدمہ بھی چاہے اس عدالت میں پیش کر دے تو پھر misuse یہ بھی ہو سکتا ہے۔

جنابِ والا! ہمارے یہاں ماضی میں سیاسی انتقامی کارروائیاں ہوتی رہی ہیں اور پولیٹیکل victimization کے ذریعے سے سیاسی لوگوں کو اکثر مقدمات میں پھنسایا جاتا رہا ہے اور ظاہر ہے جیسے کہتے ہیں کہ دودھ کا جلا چھاچھ کو بھی پھونک کر پیتا ہے۔ ماضی میں جو

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

بدقسمتی سے ایسی قبیح روایات قائم ہوئیں ان کی وجہ سے شک و شبہ کا اظہار کیا گیا۔ جناب والا! آپ کو اس بات کا علم ہے کہ جب سے جناب محمد خان جونیجو صاحب کی حکومت معرض وجود میں آئی انہوں نے گذشتہ اڑھائی سال کے عرصے میں کوئی ایسا اقدام نہیں کیا جس میں کسی قسم کی بھی ذاتی مخاصمت کی بو آتی ہو۔ یا پولیٹیکل victimization ہو۔ جناب والا! ان کا عقیدہ ہے کہ ملک کے اندر جمہوریت صحیح طور پر چلنی چاہیئے اور ہر قسم کی سیاسی آزادی ہونی چاہیئے۔ جناب آپ نے دیکھا کہ آئین بحال کر دیا گیا، ایمرجنسی ختم کی گئی۔ بنیادی حقوق بحال کئے گئے اور عدالتوں کے اختیارات بحال کر دیئے گئے۔ اب ملک میں پوری طرح سیاسی آزادی ہے اخبارات بھی آزاد ہیں اس لئے ہم نہیں چاہتے کہ کوئی ایسی بات کی جائے جس سے تھوڑا سا بھی شک گزرے۔ چنانچہ جناب والا! ہم نے نیشنل اسمبلی کے ممبران کے مشورے سے اور اپنی جماعت کے سینیٹرز کی کمیٹی بنا کر ان کے مشورے سے اس میں بڑی drastic changes کی ہیں۔ اب جناب والا! ایک چینج تو ہم نے یہ کی ہے کہ یہ جو شرط تھی کہ کوئی ایسا شخص جو ہائی کورٹ کا جج بھی بن سکتا ہو وہ بھی سپیشل کورٹ کا جج بن سکتا ہے۔ ہم نے اس چیز کو ختم کر دیا ہے۔ اب جناب والا! سپیشل جج وہ ہوگا جو یا تو ہائی کورٹ کا جج ہوگا یا ہائی کورٹ کا ریٹائرڈ جج ہوگا یا وہ سیشن جج ہوگا، جو ہائی کورٹ کا جج بننے کا اہل ہوگا۔ تو اس حساب سے جناب والا! اب جو ٹرائل کئے جائیں گے۔ وہ ایسی عدالت کے سپرد کئے جائیں گے جہاں ہائی کورٹ کے جج کے رتبے کے برابر جج ہوں گے اور یہ جو سپریم کورٹ میں اپیل کا قانون تھا اس کو بھی ہم نے چیلنج کیا ہے جناب والا! اس قانون

میں جو اس وقت ایوان کے زیر غور ہے اس میں اپیل پہلے ہائی کورٹ
میں جائے گی اور اس اپیل کو ہائی کورٹ کے دو جج سنیں گے۔ پھر
اس کی اپیل آئین کے مطابق سپریم کورٹ میں بھی جا سکے گی یہ احتیاط
کی گئی ہے کہ کسی جگہ بھی کوئی misuse نہ ہو۔ اسی طرح
جناب والا! ہم نے اس قانون کے بارے میں جو اشتباہ تھا کہ ہر قسم کا مقدمہ
مجوزہ عدالت میں جا سکتا ہے اس کو ختم کر دیا ہے، اب جناب والا! اس میں
صرف چار offences پر مبنی مقدمات جائیں گے، تمام offences نہیں بلکہ وہ
چار جو ہمارے پی پی سی کی دفعات ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۹۶ اور ۳۹۷ کے تحت ہوں
وہ مقدمات اب سپیشل کورٹوں میں جائیں گے، اس میں ۳۰۲،
۳۰۳ قتل کے مقدمات ہیں، ۳۹۶، ۳۹۷ وہ ڈاکہ جس میں کوئی قتل
وغیرہ ہو جائے، یہی مقدمات جائیں گے اس سے جناب مقصد صرف
یہ ہے کہ یہ جو ملک میں آئے دن دہشت گردی ہے، لوگوں کے
اندر ایک خوف کی فضا پیدا ہوتی ہے اس میں ان لوگوں کے مقدمات کا
فیصلہ جلدی کیا جائے گا، بنیادی طور پر جناب نہ تو اس میں پروسیجر
کا فرق ہے، نہ قانون شہادت ایکٹ کا فرق ہے موجودہ کریمینل
پروسیجر کوڈ اور قانون شہادت ان مقدمات پر حاوی ہوگا، صرف
فرق اتنا ہے جناب والا! کہ جو مقدمہ بازی کے حساب سے سال کے
بعد آتا تھا یا دو سال کے بعد یا زیادہ عرصہ کے بعد وہ مقدمہ تفتیش کے
فوراً بعد شروع ہوگا اس کا چالان اس سپیشل عدالت میں پیش کر دیا
جائے گا اور پھر اس عدالت میں اس کی day-to-day hearing کر کے
اس کا جلدی فیصلہ کر دیا جائے گا اسی طرح ہائی کورٹ میں اپیل

[Mr. Iqbal Ahmad Khan]

ہوگی ۔ ہائی کورٹ میں سے بھی ہم نے استدعا کی ہے کہ اس اپیل کا فیصلہ بھی تیس دن کے اندر وہ کردیں اور اس کے لئے وہ اپنے قواعد میں مناسب ترمیم کرلیں اور سپریم کورٹ میں special leave to appeal کے لئے یہ صورت حال ہوگی، اس کا صرف اتنا ہی مقصد ہے کہ کچھ مقدمات جن کے متعلق سوسائٹی میں کوئی ہیجان پیدا ہوجائے ..... اکثر جناب والا! آپ کی نظروں سے گزرا ہوگا کہ کسی شہر میں کوئی ایسا heinious جرم ہوتا ہے تو سارا شہر جلوسوں کی شکل میں باہر آجاتا ہے اور مطالبہ ہوتا ہے کہ اس ملزم کو جلدی پکڑ کر اس کے خلاف مقدمہ چلاکر قانون کے مطابق اس کا جلدی فیصلہ کیا جائے۔ اب عوام کا اعتماد بحال کرنے کے لئے ہم نے یہ کیا ہے اور کسی قسم کی موجودہ سسٹم میں چینج نہیں کی ہے بلکہ جناب والا! اس میں مزید یہ احتیاط ہوئی ہے کہ پہلے مقدمات میں ہمارا چالان میجسٹریٹ کے پاس جاتا تھا میجسٹریٹ سیشن جج کے پاس بھیجتے تھے سیشن جج صاحب اسے اپنی باری کے حساب سے سنتے تھے۔ اب ان سے بڑی عدالت یعنی سیشن جج سے اوپر ہائی کورٹ کا جج ان مقدمات کی سماعت کرے گا اور پھر اس کی اپیل دو جج صاحبان سنیں گے اس کی سپیشل رلیف سپریم کورٹ میں جائے گی اس لحاظ سے جناب والا! یہ کسی طور پر بھی، اگر شک ہو کہ یہ غلط طور پر استعمال ہوسکتا ہے تو احتیاط کے وہ تمام ضروری تقاضے پورے کردیئے گئے ہیں اور میں یقین رکھتا ہوں کہ جس جذبے کے ساتھ ہم نے اس قانون کو پیش کیا ہے ہمارا یہ ایوان ان جذبات کو ملحوظ خاطر رکھتے ہوئے اس بل کی منظوری دے گا، آپ کی بہت مہربانی، بہت بہت شکریہ!

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ! جناب عبدالرحیم میرداد خیل۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب والا! یہ بل ہمیں آج ہی موصول ہوا ہے اور اس میں ہم ترامیم کرنا چاہتے ہیں اور ترامیم ہم باقاعدہ داخل کرنا چاہتے ہیں۔ لہٰذا ہمیں اس سلسلے میں وقت دیا جائے تاکہ اس کی باقاعدہ سٹڈی کریں اور اس کے بعد پھر اس پر شق وار بحث کریں ہم اس میں بھرپور حصہ لینا چاہتے ہیں، وزیر محترم نے جو تقریر کی ہے میں از راہِ ادب بیچ میں مداخلت نہیں کرنا چاہتا تھا لیکن یہ ایک اہم بل ہے اس میں ہم باقاعدہ ترمیم داخل کرنا چاہتے ہیں ورنہ یہ لایعنی بحث ہوگی جب تک کہ ہمیں یہ موقع نہ دیا جائے۔

جناب چیئرمین : جہاں تک ترامیم کا تعلق ہے اس کے لئے ایک دوسری سٹیج ہے اور اس سٹیج پر وہ آسکتی ہیں یہ بل ہمیں اسمبلی سے ۱۷ تاریخ کو موصول ہوا اور اسی دن اس کو چھاپا گیا اور اسی دن ممبر صاحبان کو (سیکریٹریٹ کی اطلاع کے مطابق) پہنچانے کی کوشش کی گئی یا پہنچایا گیا تو وہ دو دن کا وقفہ جو رولز کے مطابق ہے کہ اس کو for consideration آرڈر آف دی ڈے میں درج کرنا چاہیئے وہ تقاضا پورا ہوگیا تھا۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جی ہمیں تو یہ رات کو ۸ بجے کے بعد ملا ہے جب میں اجلاس سے گیا ہوں تو اس وقت مجھے کمرے میں ملا ہے۔

جناب چیئرمین : میں عرض کرتا ہوں کہ پبلیکیشن اس کی earlier ہوتی ہے اور قانون کے مطابق پبلیکیشن سے یہ شروع ہوتی ہے بلکہ یہ جس وقت اسمبلی سے نکلا تھا اس وقت ممبر صاحبان خود ہی اس کا نوٹس لے سکتے تھے کہ اسمبلی نے یہ قانون پاس کیا ہے جو ۱۴ تاریخ کو تھا۔ بہرحال اب جو بحث ہو رہی ہے وہ The Bill should be taken into consideration پر بحث ہے جس کو مولانا کوثر نیازی صاحب نے اپوز کیا یہ جو first reading ہے یہ ختم ہوگی پھر ترامیم کی سٹیج آئے گی اور اس وقت پھر جو آپ کا so to say نقطۂ نظر ہے وہ ضرور ملحوظ خاطر رکھا جائے گا۔ مولانا کوثر نیازی صاحب! اس سٹیج پر General provisions and principles of the Bill they alone can be discussed اور آپ اسی کو موضوع بحث بنائیں۔

مولانا کوثر نیازی: جناب والا! کیا اس سے پہلے میں یہ تحریک پیش کر سکتا ہوں کہ اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے پاس بھیجا جائے۔

جناب چیئرمین: وہ بھی ضرور پیش ہو سکتی ہے۔

Maulana Kausar Niazi: I beg to move that the Bill to provide for the Establishment of Special Courts for the Speedy Trials of Offences be referred to the Standing Committee.

Mr. Chairman: The motion moved is, :

"that the Bill to provide for the Establishment of Special Courts for the Speedy Trials of Offences [The Special Courts for speedy trial Bill, 1987], as received from the National Assembly be referred to the Standing Committee."

Mr. Iqbal Ahmed Khan: Sir, I oppose this motion.

Mr. Chairman: You are opposing this motion. Yes, please.

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! جیسا کہ میرے دوست اقبال احمد خان نے کہا کہ یہ بل جب قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تو یہ مختلف شکل میں تھا اور اس کے اوپر اراکین نے بہت زبردست تنقید کی نہ صرف قومی اسمبلی کے اراکین نے بلکہ قومی اسمبلی سے باہر مختلف عوامی حلقوں میں بھی اسے زیر بحث لاکر مسترد کر دیا گیا۔ کئی دن تک قومی اسمبلی اس پر غور و خوض کرتی رہی، تقریریں ہوئیں اور حکومت اس بات پر مجبور ہوئی کہ وہ اس بل پر نظرثانی کرے اور اس کو قابل قبول بنانے کی کوشش کرے۔ یہ ٹھیک ہے کہ اس کے اندر سے وہ قابل اعتراض، سخت قابل اعتراض دفعات نکال دی گئیں جن کی وجہ سے یہ بل سخت غیر جمہوری تھا اور جن کی وجہ سے یہ خطرہ لاحق ہو گیا تھا کہ اس ملک میں شہری آزادیاں ختم ہو کر رہ جائیں گی اور حکومت اس ہتھیار کو من مانے طریقے سے استعمال کر کے اس قانون کو سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کرے گی، لیکن اب بھی جیسا کہ عام بحث میں ہم عرض کریں گے، اس بل کے اندر بہت سے جھول باقی رہ گئے ہیں۔

جناب اقبال احمد خان صاحب نے یہ فرمایا کہ انہوں نے قومی اسمبلی کے

اراکین اور سینیٹ کے اراکین کی خواہشات کو ملحوظ رکھتے ہوئے اس بل کے اندر ترامیم کیں۔یہ بات خلاف واقعہ ہے انہوں نے ممکن ہے کہ سینیٹ کے مسلم لیگی اراکین کو ضرور اعتماد میں لیا ہو لیکن سینیٹ کے ہاؤس کو اس معاملے میں انہوں نے کبھی اعتماد میں نہیں لیا ہمارے مشوروں کی نوبت ہی نہیں آئی اس لئے کہ ہمارے سامنے تو بل آج ہی آ رہا ہے اس لئے ان کا یہ کہنا کہ قومی اسمبلی اور سینیٹ کے اراکین کی خواہشات کی عکاسی اس نئے منظور شدہ بل کے اندر کی گئی ہے، خلاف حقیقت ہے، جس طرح قومی اسمبلی نے اس پر ایکسرسائز کی ہے اور اُس نے اس کی اصلاح کی ہے اور اس کو بہتر بنایا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ یہ ایوان بالا بھی یہ صلاحیت رکھتا ہے کہ اگر یہ بل اس کے اندر زیرغور لایا جائے تو وہ اس کے اندر مناسب ردوبدل کر کے اسے بہتر سے بہتر بنا سکتا ہے اور اس ضرورت کے تحت لازمی ہے کہ ہم اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد کریں۔ تاکہ دو چار دن وہ اس کی نوک پلک درست کرے اور غور و خوض کے بعد اسے ایوان بالا کے سامنے پیش کرے کیونکہ یہ معاملہ اتنی جلدی کا نہیں ہے جہاں پہلے اتنا وقت گذر چکا ہے وہاں اگر چند دن اور گذر جائیں گے اور قومی اسمبلی کا اجلاس ایک مرتبہ اور بلانا پڑ جائے گا تو اس سے کوئی خاص فرق نہیں پڑے گا اور یقیناً قومی اسمبلی کو بھی اس پر کوئی اعتراض نہیں ہو گا اگر ایوان بالا اس کے اندر مناسب ردوبدل کر کے بہتر صورت میں اس کو دوبارہ اس کے سامنے پیش کرے۔

جناب چیئرمین! میں خاص طور آپ کی توجہ اس جانب مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ایوان بالا کے بارے میں تاثر یہ ہے کہ یہاں کوئی بات منوانے میں حکومت کو ذرا سی بھی مشکل پیش نہیں آتی گویا یہ ہاؤس ٹیکن فار گرانٹڈ لے لیا گیا ہے کہ یہ حکومت کی جیب میں ہے اور جس وقت چاہیں جب چاہیں سینیٹ سے یہ حضرات انگوٹھا لگوا سکتے ہیں یہ تاثر ایوان بالا کے مقام اور اس

[Maulana Kausar Niazi]

کے وقار کے منافی ہے اور اس تاثر کے ازالے کے لئے بھی یہ ضروری ہے کہ وہ حقوق جو از روئے قواعد اور از روئے آئین اس ایوان کو حاصل ہیں وہ حقوق اس ایوان کو دیئے جائیں وہ انہیں ایکسرسائز میں لائے تاکہ لوگ یہ سمجھیں کہ واقعی یہ ایوان بالا اپنے فرائض کما حقہ ادا کر رہا ہے۔ قواعد میں یہ پرووژن موجود ہے کہ ایسے کسی بھی بل کو جو قومی اسمبلی سے یہاں پیش کیا جاتا ہے اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے جب یہ قاعدہ موجود ہے اور ہمیں اس کا حق حاصل ہے تو ہمیں اس حق سے فائدہ اٹھانے سے کیوں محروم کیا جا رہا ہے اگر اجلاس لمبا ہو گیا ہے تو دو چار دن اجلاس اور لمبا ہو سکتا ہے اگر قومی اسمبلی اتنا عرصہ چلتی رہی ہے تو دو چار دن کے بعد اسے مزید بلایا جا سکتا ہے اس لئے میں گورنمنٹ بینچز سے اپیل کروں گا کہ وہ اس میں اپنی اکثریت کے بل پہ من مانی کرنے کی کوشش نہ کریں اور اس بل کو مزید بہتر بنانے کی جو ضرورت ہے اس کے پیش نظر اراکین سینیٹ کو اور اس کی سٹینڈنگ کمیٹی کو اس کا پورا موقع دیں تاکہ یہ بل بہتر صورت میں عوام کے جذبات کی ترجمانی کرتے ہوئے صحیح قانونی شکل میں ایوان کے سامنے پیش کیا جا سکے۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : جناب چیئرمین ! مولانا کوثر نیازی صاحب نے جو تجویز پیش کی ہے واقعی یہ قابل عمل بھی ہے اور قابل فہم بھی ہے اس پر غور کیا جائے اس سیشن سے پہلے جتنے بھی اجلاس ہوئے ہیں لوگ باہر سے یہ تاثر لیتے تھے کہ واقعی یہ اجلاس ہے اور پارلیمنٹ کے اراکین بہت سوچ سمجھ کر اور بڑے اچھے انداز میں چل رہے ہیں لیکن اس دفعہ ایک ہنگامی اجلاس بلایا گیا تو باہر کے لوگوں نے مذاق اڑایا کہ بھئی یہ کیا آپ سے بابو لوگوں کا کام لے رہے ہیں یہ لوگوں کے تاثرات ہیں اور بڑے ان پڑھ لوگوں کے یہ تاثرات ہیں آپ

پڑھے لکھوں کو تو چھوڑیں ان کے کیا تاثرات ہوں گے میں سمجھتا ہوں کہ حالیہ اجلاس ایک عجیب معنی رکھتا ہے اور واقعی اس سے سینیٹ کا وقار مجروح ہوا ہے کس طرح گذشتہ روز ہنگامی اجلاس بلایا اور دو منٹ کے اندر جتنی بھی چیزیں ہیں وہ پاس کرالیں تو اب ہم اس کو آسانی سے پاس نہیں کریں گے حقیقت میں ہم چاہتے ہیں کہ اس پارلیمنٹ کے وقار میں اور اضافہ کریں اور اب ہم لوگوں کے طعنے برداشت نہیں کریں گے اور ہم اس کے وقار کو بھی مجروح نہیں کریں گے ۔ سٹینڈنگ کمیٹی کی تجویز قابلِ عمل ہے اس لئے سوچ سمجھ کر وہاں فیصلے کئے جائیں اور پھر وہاں سے یہاں لائیں اور پھر ہم اس پر بحث کریں گے ایک اور بھی تجویز ہے کہ پھر ہم اس میں ترامیم بھی پیش کریں گے کیونکہ اس پر بھی ہم بحث کرنا چاہتے ہیں ۔

جناب چیئرمین : شکریہ ! جناب شاد محمد خان صاحب ۔

جناب شاد محمد خان : جناب چیئرمین صاحب شکریہ .....

Mr. Chairman: At this stage we are only discussing......

Mr. Shad Muhammad Khan: I follow, Sir.

Mr. Chairman: Right.

جناب شاد محمد خان : حضور والا ! جہاں تک اِس بل کے سیاق و سباق کا تعلق ہے اس پر قومی اسمبلی نے کافی لے دے کی ہے اور کافی وقت لیا ہے اور افہام و تفہیم کے بعد پھر ۱۲ رکنی کمیٹی مقرر ہوئی ہے جس نے ان خدشات کا جو عوام میں پائے جاتے تھے یا نیشنل اسمبلی کے ممبران یا دیگر اکابرین میں پائے جاتے تھے قلع قمع کر کے ایک ایسا بل بنایا ہے جس میں وہ شکوک و شبہات نہیں رہے اور حکومت کو جو اختیار دیا گیا تھا وہ واپس لے لیا گیا ہے اب جب کہ تخریب کاری زوروں پر ہے اور عوام کا مطالبہ کہ ایسے لوگوں کو برسر عام سزا دینی چاہیئے اور جس میں وقت بھی کم لگے ۔ لہٰذا حکومت کا یہ اقدام نہایت احسن ہے لہٰذا اس میں رکاوٹ ڈالنا اور delay کرنا قوم کے ساتھ زیادتی ہوگی ۔

[Mr. Shad Muhammad Khan]

حضور والا ! یہ بل مشروط طور پر ایک سال کے لئے لاگو ہو گا اور اس کے بعد اگر اسمبلی یا پارلیمنٹ چاہے تو اس کو مسترد کر کے واپس بھیج سکتی ہے اور وہ خدشات کہ اسے سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کر کے بے گناہ لوگوں کو بھی اندر کیا جائے گا ان کا بھی ازالہ ہو چکا ہے۔ لہٰذا اب جب کہ سینیٹ کو بھی اعتماد میں لیا گیا ہے اور پارٹی کو بھی اعتماد میں لے کر نیا بل پیش کیا گیا ہے اور اس میں کوئی نقص کوئی ابہام اور کوئی سقم نہیں رہا رہی یہ بات کہ اس ایوان کو بطور ربڑ سٹمپ استعمال کیا جاتا ہے یہ سراسر اس کے ساتھ ناانصافی ہے۔ ہمارا کیا گناہ ہے کہ پانچ بل آتے ہیں اور اپوزیشن اپنا کوئی کردار ادا نہیں کرتی اور پانچ بلوں میں کوئی بھی ترمیم نہیں لاتی تو کیا ہم بیٹھیں رہیں اور ان کا انتظار کرتے رہیں کہ وہ آئیں گے اور ترمیم پیش کریں گے انہوں نے بڑی کوتاہی کی ہے اور غفلت سے کام لیا ہے اور اپنا رول صحیح طریقے سے ادا نہیں کیا ان کو کلی اختیار ہے کہ اس میں ترامیم بھی دیں، اس بل کو میں پڑھ چکا ہوں اس میں کوئی ایسی گنجائش ہی نہیں اور اس میں کوئی ابہام اور سقم نہیں ہے لہٰذا میں اس کی پرزور تائید کرتا ہوں اس کو پاس کیا جا سکے اور ان بدمعاشوں اور بدکرداروں کو کماحقہ سزا دی جا سکے۔ اُن کو اپیل کا رائٹ بھی دیا گیا ہے لیکن صرف عرصہ مختصر کیا گیا ہے۔ لہٰذا بل جس طرح ہے اسی طرح پاس کرنا چاہیئے میں اس کی تائید کرتا ہوں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب سرکاری رکن نے یہ بتا دیا ہے کہ ہم سے یہ ایسا کیوں کرانا چاہتے ہیں تو میں ان کو آپ کے توسط سے یاد دلانا چاہتا ہوں کہ انہیں اپنی آنکھ کا شہتیر تو نظر نہیں آتا لیکن دوسرے کی آنکھ کا تنکا ضرور نظر آتا ہے ، یہ ناانصافی ہے ہم نے ہر نیک کام میں حکومت کے ساتھ تعاون کیا ہے اور بغیر کسی فیس لئے ہوئے نیک مشورے بھی دیئے ہیں

لیکن ہم اس ایوان کا وقار مجروح نہیں کرنا چاہتے ہم ہر بات جو ملک وقوم کے لئے صحیح ہو اور مسائل کا صحیح حل ہو پیش کریں گے ہم روز روز یہ نہیں چاہتے کہ ایک قانون کو ختم کریں اور پھر دوسرے کو نافذ کریں میں چاہتا ہوں کہ ہم صحیح معنوں میں اس پر بحث کریں۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جہاں تک ایوان کے وقار کا تعلق ہے وہ اس کی کارکردگی سے بڑھے گا یا گھٹے گا اگر آپ کے بقول کوئی ان پڑھ یا غیر تعلیم یافتہ لوگ یہ کہتے ہیں کہ سینیٹ کو ربڑ سٹمپ بنایا جا رہا ہے تو ان کو جواب دینے کی ضرورت ہی نہیں ہے۔ باقی ایوان ہوتا ہی گورنمنٹ کی جیب میں ہے، اس سنس میں کہ ایوان میں ان کی کلی میجارٹی ہوتی ہے اور یہ جمہوری طریقہ ہے اور جو کچھ حکومت کرنا چاہتی ہے تو وہ کرے گی اس سے جمہوری اقتدار کی پذیرائی بھی ہوتی ہے اور ان میں اضافہ بھی اس سے سینیٹ کا وقار کسی طریقے سے مجروح نہیں ہوتا۔ خیر یہ جملہ معترضہ ہے۔ جناب آغا صاحب بحث اس اسٹیج پر صرف اتنی ہے کہ رول ۱۰۶ کے تحت یہ جو موشن اقبال احمد خان صاحب نے پیش کی ہے اور کوثر نیازی صاحب نے تحریک پیش کی ہے کہ اس کو سٹینڈنگ کمیٹی کو ریفر کیا جائے ....(مداخلت)

انجینئر سید محمد فضل آغا: جناب میں سمجھتا ہوں کہ اس بل میں اتنی لمبی چوڑی باتیں نہیں ہیں، اس لئے میں صرف دو ہی باتیں عرض کروں گا کہ یہ بل چونکہ کافی عرصہ سے قومی اسمبلی میں زیر بحث رہا ہے۔ جن ممبران نے اس بل میں دلچسپی لی ہے وہ قومی اسمبلی میں بھی جاتے رہے ہیں، اس طرح بل کی جو خامیاں اور خوبیاں ہیں وہ ہم دیکھتے رہے ہیں، اس کے بعد یہ بل کمیٹی میں گیا ہے، اس کمیٹی میں اس بل میں اچھی خاصی ترامیم ہوئی ہیں، اب یہ بل قابل قبول ہے، اور یہ بہت اچھا ہے، اور بہت ضروری بھی ہے۔

جہاں تک ان کے اس گلہ وشکوہ کا تعلق ہے کہ سینیٹ کو اتنی اہمیت نہیں دی جا رہی ہے جس مقصد کے لئے سینیٹ شروع سے بنائی گئی

[Engr. Syed Muhammad Fazal Agha]

تھی۔ اس بات سے شاید میں اتفاق کروں کیونکہ ہر بل جو ہے، وہ نیشنل اسمبلی سے اینشیٹ ہوتا ہے۔ میں وزیر انصاف سے گذارش کروں گا کہ ہمارے معزز اراکین کی خواہشات کو مدنظر رکھتے ہوئے، کبھی کبھار یہاں سے بھی کوئی بل اینشیٹ کیا جائے تاکہ یہ جو داغ ہے یہ دور ہو سکے اور عوام جو سمجھتے ہیں کہ سینیٹ ایک ربڑسٹمپ کا کردار ادا کر رہی ہے، یہ دور ہو سکے کیونکہ ہمارے پاس فنانس بل بھی نہیں آتا ہے اور اگر دوسرے سارے بل بھی وہاں سے آئیں تو شاید لوگ جو سینیٹ کے بارے میں کہہ رہے ہیں وہ صحیح ہو۔ میری گزارش یہ ہے کہ بعض اوقات یہاں سے کچھ بل اینشیٹ کئے جائیں تاکہ یہاں سے پاس ہو کر وہ قومی اسمبلی میں جائیں۔

باقی جناب میں اس بات سے اتفاق کروں گا کہ اس بل کو کمیٹی کے پاس بھجوانے کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ میں سمجھتا ہوں کہ اب اس پر complete consensus ہو گئی ہے، رائے عامہ ہموار ہو گئی ہے، لہٰذا اس بل کو جلد سے جلد پاس کیا جائے تاکہ لوگ اپنے گھروں کو جا سکیں۔ تشکریہ!

جناب چیئرمین: آپ کا جواب تو وزیر انصاف صاحب ہی دے سکتے ہیں لیکن ہماری مشکل یہ ہے کہ پچھلے اجلاسوں میں جو کارروائی ہوتی ہے وہ ہم سب بھول جاتے ہیں۔ میرے خیال میں اگر آپ سینیٹ کی دو اڑھائی سال کی تاریخ نکالیں تو دیکھیں گے کہ کئی ایک بل یہاں سے ہی اورجنیٹ ہوئے ہیں اور یہاں سے پاس ہو کر اسمبلی میں گئے ہیں بلکہ سب سے اہم جو آپ کا آئینی ترمیمی بل تھا، وہ اس ہاؤس نے پاس کر کے وہاں بھیجا ہے۔ تو میرے خیال میں آپ کا یہ فرمانا صحیح نہیں ہے کہ یہاں سے کوئی بل اورجینیٹ ہوتا ہی نہیں ہے۔ بعض چیزیں ایسی ہیں جو آئین کے تحت اسمبلی میں ہی پیش کی جانی چاہئیں جیسے صدر صاحب کوئی آرڈیننس

جاری کرتے ہیں تو وہ اسمبلی میں ہی پیش ہو سکتا ہے، یہ ضروری ہے۔ یہاں پہ آرڈیننس ایوان کی ٹیبل پر lay تو کیا جا سکتا ہے لیکن بل اسمبلی میں ہی پیش کیا جائے گا۔ کیونکہ آرڈیننس جب اسمبلی کی ٹیبل پہ رکھا جاتا ہے تو وہ بل کی شکل اختیار کر لیتا ہے۔ بہرحال یہ ایک علیحدہ بحث ہے۔ مولانا سمیع الحق صاحب۔

<u>مولانا سمیع الحق</u>: جناب چیئرمین! میری گزارش یہ ہے کہ سینیٹ ایک اہم ترین اور وقیع ادارہ ہے یہاں کے ممبران کو بھی یہ پورا حق حاصل ہے کہ وہ ایک بل کا بغور مطالعہ کریں، اس پر اپنی رائے ظاہر کریں، پرسوں رات ہم نے دس منٹ میں پانچ بل پاس کر دیئے اس کا اچھا اثر عوام پر نہیں پڑا۔ اب یہ بل ہے جو ابھی ہمارے سامنے آیا ہے جس پر ہم نے ابھی تک ایک نظر بھی نہیں ڈالی۔ سینیٹ میں اس بل کو فوراً منظور کر دینا خود سینیٹ کے حق میں بہتر نہیں ہے۔ ہم نے تو ہمیشہ مفاہمت کے جذبہ کے تحت کسی معاملے کو الجھانے کی کوشش نہیں کی ہے۔ جو بھی معقول چیز قومی اسمبلی سے آئی ہے، سینیٹ نے اس کو منظور کیا ہے لیکن ہم نے اس دو/اڑھائی سال کے عرصہ میں صرف ایک بل قومی اسمبلی کو بھیجا ہے، جو کہ اہم ترین بل ہے جسے سینیٹ نے متفقہ طور پر پاس کیا تھا، یہ نواں ترمیمی بل ہے، افسوس یہ ہے کہ قومی اسمبلی نے سینیٹ کے اس پاس شدہ بل پر اس دلچسپی کا اظہار نہیں کیا اور نہ ہی وہ اہمیت دی ہے جو اسے دینی چاہیئے تھی حالانکہ وہ بل قرآن و سنت کو سپریم لاء بنانے کے بارے میں تھا جس کے بارے میں دو رائیں نہیں ہو سکتی تھیں لیکن پتہ نہیں ہے کہ قومی اسمبلی نے اس کو کیوں سرد خانے میں ڈال دیا ہے۔

دوسری طرف اگر ہمارے پاس کوئی بل آتا ہے تو اسے قواعد و ضوابط

[Maulana Samiul Haq]

سے الگ تھلگ رکھ کر، قواعد میں جو گنجائش بھی ہوتی ہے، اس سے الگ رکھ کر پاس کرا لیا جاتا ہے۔ اس لئے میں بھی اس حق میں ہوں کہ یہ بڑی معقول تجویز ہے کہ ہمیں اس پر غور کرنے کا موقع دیا جائے، اور اسے منتخبہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے، خواہ اس کے لئے ایک محدود وقت ہی کیوں نہ مقرر کیا جائے جو کہ دس پندرہ دن کا ہی کیوں نہ ہو۔ اس عرصہ میں ہم اس پر غور کر سکیں گے، یہ نہایت اہم بل ہے، آئندہ پتہ نہیں کہ اس سے قوم اور عام شہریوں کے لئے کیا دقتیں پیدا ہوں۔ اس لئے میں بھی یہ تجویز پیش کروں گا کہ اس کو منتخبہ کمیٹی کے حوالے کیا جائے، آپ ایک محدود وقت مقرر کر دیں کہ وہ اس وقت میں اپنی رائے ہاؤس میں پیش کر دیں، میرے عرض کرنے کا مقصد یہ ہے کہ ہمیں کچھ تو وقت ملے جس میں ہم اس پر کچھ غور و فکر کر سکیں۔

جناب چیئرمین: شکریہ، کوئی اور معزز رکن، جو اس امنڈمنٹ پر بولنا چاہے؟ کوئی نہیں،

جناب وسیم سجاد صاحب۔

Mr. Wasim Sajjad: Mr. Chairman, Sir, the rules contemplate that when a Bill is introduced in the Senate then straightaway it gets referred to the Standing Committee but when a Bill is transmitted to the Senate from the National Assembly the rules themselves contemplate that it shall not normally or automatically get referred to the Standing Committee. So we have to see what is the wisdom behind the rules. The wisdom is, Sir, that when one House has considered the matter in depth and the proceedings of the House have been reported throughout the country; the matter has not only been discussed in the House but also discussed by the public in the press and the reactions of the people have also come before the Senate, therefore, further delay by referring to the Standing Committee is not ordinarily considered prudent under the rules of this House.

The reference to a Standing Committee under Rule 106 is an unusual situation, that is, by way of an amendment to be moved to the

motion for consideration. Therefore, again I would say we have to see whether there is any requirement foı referring to the Standing Committee. As already pointed out, this Bill has been discussed for several days in the National Assembly. The matter has been reported in the press. Various Bar Associations have considered it. The matter has been considered by some of the honourable Senators also informally through conveying their reaction to me and I have been in contact with them and it is as a result of this consensus which we were trying to build up within these few days inside the House with the honourable Senators informally and also with the members of the public who wanted to express their views on this matter. Then, we were able to bring a Bill which has the consensus of all sections of the House and all those matters to which objection was taken, were taken care of and the Government accommodated the points of view of all sections. Because this was a Bill, we felt, in public interest should be passed with consensus as it was intended to remedy an immediate situation; and we did not want that this object should be lost in controversy and in unnecessary sepeculation or unnecessary reservations about the Bill. Therefore, Mr. Chairman, all those objections which were raised and which were found substantial were removed.

Now, we have a Bill which has the consensus, as I said, of the National Assembly and also during my discussions informally with some of the Senators has the support of some of the honourable Senators of this House. As far as this complaint is made the they are not allowed to discuss matters in this House, I think, Sir, this is an incorrect allegation as far as I know. You have been conducting this House and you have given full opportunity to any Member who wanted to express his views before this House. I am sure even today any Member wanting to express himself will have full opportunity to make his observations about any aspect of the Bill which he wants to bring to the notice of this House and also to the members of the public. The opportunities are available at various stages and as rightly pointed out if the honourable Members do not bring the matter under discussion or do not raise their points then they cannot say that the Bill has been passed in a hurry. Because as far as you are conserned, Sir, or this House is concerned, no restriction whatsoever has been placed on the right of the Members to express their points of view.

I also would like to comment on the statement made by Mr. Fazal Agha. This Government has never in any way thought of undermining the dignity and authority of this House. It is just a matter of

[Mr. Wasim Sajjad]

practicability. Sometimes we have to introduce a Bill in the National Assembly. As you rightly pointed out, Sir, an Ordinance has to be placed and introduced in the National Assembly and the discussion on that has to start in the National Assembly under the Constitution but as for other Bills, I can assure the honourable Senators that some important Bills we will place before the Senate in the first instance and then take them to the National Assembly. Under the Constitution the Senate enjoys equal powers with the National Assembly except in the fiscal matters. We uphold and we recognize this right and supremacy of the Senate and *Insha Allah*, Sir, in future you will see that we will be bringing important legislations directly before this House. Thank you, Sir, and I oppose this motion because it is only going to delay matters and will not contribute any thing.

جناب چیئرمین : جناب مولانا کوثر نیازی صاحب۔

مولانا کوثر نیازی : جناب چیئرمین ! فاضل وزیر قانون نے اس ہاؤس میں انیشی ایٹ ہونے والے اور قومی اسمبلی سے ٹرانسمٹ ہو کر آنے والے بل میں جو ایک فرق بیان کیا ہے، قواعد کے اندر جو ایک تھوڑا سا خلا ہے، اس کے پیچھے جو wisdom بیان کی ہے۔ مجھے افسوس ہے نہ صرف اس کی تردید کرنا پڑتی ہے بلکہ میں اسے حقائق کے بھی منافی قرار دیتا ہوں۔

جناب چیئرمین ! آپ کو یاد ہے کہ یہاں کئی بل initiate ہوئے ہیں جو قومی اسمبلی کے پاس گئے، یہاں ان پر thoroughly بحث ہوئی ہے، سٹینڈنگ کمیٹی نے اس کے مختلف پہلوؤں کا جائزہ لیا ہے۔ کئی دن یہاں بحث و تمحیص میں گذرے ہیں۔ لیکن جب وہ بل یہاں سے منظور ہونے کے بعد قومی اسمبلی میں گئے ہیں تو وہاں وہ سٹینڈنگ کمیٹی کے سپرد ہوئے ہیں اور نہ صرف کئی کئی دن، بلکہ بعض بل تو ایسے ہیں جن پر کئی کئی ماہ گذر گئے ہیں اور اب تک ان پر کوئی فیصلہ ہونے میں نہیں آرہا۔ میں مثال کے طور پر نویں ترمیمی بل کی بات کروں گا جو یہاں منظور ہوا، اس کے سارے پہلوؤں کا کمیٹی نے جائزہ لیا یہاں اس پر ایک، ایک ممبر نے اظہار خیال کیا یہاں سے منظور ہونے کے بعد جب وہ قومی اسمبلی میں گیا تو پھر اسے کمیٹیوں کے سپرد کر دیا گیا اور اب مجھے وقت کا بھی خیال نہیں ہے کہ کتنا وقت

ہو چکا ہے۔ شاید نو مہینے یا سال کا عرصہ گذر چکا ہے کہ وہ اب تک قومی اسمبلی کے پاس ہے اور اب تک اس کے اوپر فیصلہ ہونے کی نوبت نہیں آئی۔ اس لئے جناب فاضل وزیر قانون نے یہ جو حکمت بیان کی ہے یہ حقائق کے سراسر منافی ہے۔ میں پھر ان سے یہ گزارش کروں گا کہ اس بل کے اندر بہت سے جھول باقی رہ گئے ہیں اور یہ بل جو ہمارے نظام عدل پر عدم اعتماد کا کھلا اظہار ہے اور جیسا کہ خان اقبال احمد خان نے دبے لفظوں میں یہاں کہہ بھی دیا اس بل کے بعض پہلوؤں کا اب بھی جائزہ لینے کی ضرورت ہے اس لئے میں ان سے گزارش کروں گا کہ وہ rush نہ کریں اور اسے سٹینڈنگ کمیٹی کے سامنے پیش ہونے کا موقع دیں تاکہ اس کے اندر جہاں قومی اسمبلی کے اراکین نے اپنی صلاحیت کے مطابق اصلاح کی ہے وہاں اس ہاؤس کی سٹینڈنگ کمیٹی بھی اپنی صلاحیت استعمال کرتے ہوئے اسے پہلے سے بہتر بنا سکے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: شکریہ! جناب وسیم سجاد صاحب۔

<u>جناب وسیم سجاد</u>: جناب والا! جہاں تک رولز کی تصریح کا تعلق ہے میں ان سے اتفاق نہیں کرتا لیکن میں ان کو یقین دلاتا ہوں کہ اس بل کو rush نہیں کیا جائے گا ان کی جو باتیں سامنے آئیں گی، ان پر مکمل اور بڑی سنجیدگی سے غور و خوض کیا جائے گا اور اگر وہ سمجھتے ہیں کہ کوئی بہت بنیادی خامی ہے اس کو بھی ہم دیکھیں گے اور وہ کھلے دل سے تجویز دیں اس کو قبول بھی کریں گے۔

<u>جناب چیئرمین</u>: جناب قاضی عبداللطیف صاحب۔

<u>قاضی عبداللطیف</u>: جناب والا! میں آپ کی وساطت سے اپنے محترم وزیر سے گزارش کروں گا کہ وہ اس معاملے میں اتنی جلدبازی نہ کریں تو بہتر ہو گا۔ اس لئے کہ کئی ممالک کے اندر ایسا ہوا ہے کہ جہاں اس طریقے سے ٹریبونل بنائے گئے ہیں اور ان کو یہ غیر محدود اختیار دیئے گئے ہیں تو ان کی تاریخ کوئی اچھی اور قابل رشک ثابت نہیں ہوئی۔ اس لئے میں ان

[Qazi Abdul Latif]

سے گزارش کروں گا کہ اگرچہ قومی اسمبلی نے اس پر غور کیا ہے لیکن ہم نے دیکھا ہے اس کا غور بھی ایسا تھا کہ چودہ گھنٹے کی مسلسل نشست بٹھا کر کے ان سے بل پاس کروایا گیا ہے۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی کہ اتنا اہم ترین بل، جس کے متعلق آپ کا خیال بھی یہ ہے اور ہمارا خیال بھی یہ ہے قوم کا خیال بھی یہ ہے کہ اس سے امن عامہ قائم کرنے میں مدد ملے گی۔ خدانخواستہ ایسا نہ ہو کہ اس کے الٹ نتائج نکلیں اور جو اس وقت کیفیت ہے اس سے بھی بدتر کیفیت پیدا ہو جائے۔ لہذا میں گزارش کروں گا کہ آپ مہربانی کر کے اس کو کمیٹی کے حوالے کیجئے اور اس کے لئے بے شک وقت تھوڑا رکھ لیجئے کمیٹی میں اس پر غور و خوض ہونا چاہیئے۔ اس لئے میں گزارش کروں گا کہ اتنی جلد بازی نہیں ہونی چاہیئے۔

جناب چیئرمین: بہرحال اس کا فیصلہ وزیر صاحب نے یا ایوان نے خود ہی کرنا ہے۔ موشن move ہو چکی ہے اس پر بحث بھی ہو چکی ہے میری ذمہ داری یہاں تک ہے کہ میں آپ کو Question put کر دوں۔ اگر وزیر صاحب نہیں مانتے ----

قاضی عبداللطیف: اتنی میں گزارش کروں گا کہ جتنے تک شاہی ادوار کا تعلق ہے وہاں جو غلطی ہوتی تھی وہ فردِ واحد کی ہوتی تھی۔ لیکن بقول شخصے

قدرت افراد سے اغماز تو کر لیتی ہے
نہیں کرتی مگر ملت کے گناہوں کو معاف

میں ایوان سے یہ گزارش کروں گا کہ یہ سارے کا سارا فیصلہ عوام کا ہوگا اور یہ مجموعی ہوگا، اس کے اندر جلد بازی نہیں ہونی چاہیئے۔

Mr. Chairman: The question is:

"that the Bill to provide for the Establishment of Special Courts for the Speedy Trials of Offences be referred to the Standing Committee as moved by Maulana Kausar Niazi under Rule 106."

(*The motion was negatived*).

Mr. Chairman: The amendment is rejected.

اب main motion پہ دوسری بحث شروع کرتے ہیں the Bill should be taken into consideration جس کو آپ oppose کر رہے ہیں۔ تو ۔۔۔۔۔

مولانا کوثر نیازی: جناب چیئرمین! خان اقبال احمد خان نے یہ بل پیش کرتے ہوئے اس کے پس پردہ جو ضرورت کار فرما ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے یہ کہا کہ ملک میں گذشتہ کچھ عرصے سے دہشت گردی کی جو کارروائیاں ہو رہی ہیں اور جس طرح ڈاکہ زنی، قتل و غارت اور تشدد پسندی کے واقعات رونما ہو رہے ہیں ان کے سدباب کے لئے اس بات کی ضرورت تھی کہ یہ بل پیش کیا جائے تاکہ مجرمین کو کیفر کردار تک پہنچانے میں سہولت ہو۔ جہاں تک اس مقصد کا تعلق ہے اس میں کوئی شبہ نہیں کہ یہ مقصد بہت نیک ہے اور اس مقصد سے کسی کو اختلاف نہیں ہو سکتا۔ لیکن جناب چیئرمین! اگر کوئی درخت کانٹے دے رہا ہو، اور آپ محض اس کی شاخیں تراش رہے ہیں اور وہ جڑیں جن کی وجہ سے وہ درخت قائم ہے۔ آپ اُن کو کاٹنے سے دریغ کرتے ہوں تو آپ کبھی اصل سبب کو رفع کرنے پر قادر نہیں ہو سکتے۔ سوال یہ ہے کہ یہ تشدد پسندی، یہ قتل و غارت، یہ ڈاکہ زنی، یہ بھائی کا بھائی کو مارنا، یہ بم بلاسٹ، یہ آتش زنی کی وارداتیں، یہ یکلخت اس ملک کے اندر کیوں شروع ہو گئیں؟ یہ ethnic trouble جس نے کراچی کو اپنی لپیٹ میں لے لیا ہے اور ایک شاعر کو یہ کہنے پر مجبور کر دیا ہے کہ

؎ قبرِ قائد کے فاتحہ خوانو
شہرِ قائد پہ فاتحہ پڑھ لو

آخر یہ کیوں؟ یہی مختلف علاقوں سے تعلق رکھنے والے لوگ پہلے بھی کراچی میں موجود تھے مگر باہم دگر شیر و شکر تھے۔ اگر یہ تعصبات ان کے اندر

[Maulana Kausar Niazi]

موجود تھے تو ۴۰ سال اس سے پہلے کیوں نہ اس سطح پر آئے۔ یہ یکلخت کیوں رونما ہو گئے؟ جناب والا! بہت ذمہ دار ہستی نے یہ کہا ہے کہ ان کے پیچھے خفیہ ہاتھ کار فرما ہے۔ یہ خفیہ ہاتھ ظاہر ہے کہ ہماری خارجی پالیسی کی وجہ سے ان معاملات میں ملوث ہے۔ ۳۰/۳۵ لاکھ افغان مہاجرین کا بوجھ جو یہ معاشرہ برداشت کر رہا ہے جس کی وجہ سے ہماری سوسائٹی میں عدم توازن پیدا ہو گیا ہے۔ اور وہ خارجہ پالیسی جس کے تحت ہم ایک بڑی طاقت کے غلام بن کر رہ گئے ہیں اور ایک دوسری بڑی طاقت کے بالمقابل ہم تن کر کھڑے ہو گئے ہیں اس خارجہ پالیسی نے یہ دن دکھائے ہیں کہ اس ملک کے اندر یہ بدامنی پیدا ہوئی ہے اور یہ قتل و غارت، ڈاکہ زنی اور بم بلاسٹ اور آتش زنی کی وارداتوں میں یکلخت اضافہ ہو گیا ہے۔ اس خارجہ پالیسی کو تو ہم touch نہیں کرتے۔ ہم سے پارلیمنٹ میں بحثیں کرائی جاتی ہیں لیکن پرنالہ وہیں کا وہیں رہتا ہے۔ اس کو تو تبدیل کرنے کا کسی کو خیال نہیں آتا۔ لیکن محض شاخیں تراشنے کی بہت کوشش کی جاتی ہے۔ اور انہی شاخیں تراشنے کا ایک کرشمہ یہ بل ہے جو آج ہمارے سامنے زیر بحث ہے۔

جناب والا! خصوصی عدالتوں کا تصور تھرڈ ورلڈ کے آٹوکریٹک سسٹم میں ضرور پایا جاتا ہے۔ جہاں سیاسی مخالفین کو سیاسی اختلافات کی بنیاد پر فوری کارروائی کے ذریعے سے سلاخوں کے پیچھے پھینکنا مقصود ہوتا ہے۔ وہاں یہ خصوصی عدالتیں قائم کی جاتی ہیں لیکن پاکستان جو ایک جمہوریت پسند اور ایک جمہوریت نواز ملک ہے۔ حکومتیں کیسی ہی کیوں نہ رہی ہوں لیکن جس کے کروڑوں عوام کے دلوں میں جمہوریت کی تڑپ ہے، رہی ہے اور رہے گی اور جس کے اندر مارشل لاء ختم ہو گیا ہے اور ایک سول حکومت قائم ہے اس ملک میں ایک آئین ہے، اس ملک میں پارلیمنٹ قائم ہے۔ اس ملک کے اندر جب بھی خصوصی عدالتیں بنانے کی بات چلے گی تو دنیا کو یہی تاثر ملے گا کہ یہ ملک اپنے نظام عدل پر مطمئن نہیں ہے اور یہ اپنی عدلیہ پر اظہار

عدم اعتماد کر رہا ہے اس لئے اس کو خصوصی عدالتوں کی ضرورت محسوس ہوتی ہے۔ جناب والا! اگر ہمارے ملک میں عدلیہ مضبوط ہے اگر وہ آزادانہ کام کر رہی ہے اگر فاضل وزیر قانون جو خود ایک اہم وکیل کی حیثیت سے اس ملک میں ایک جانے پہچانے اور معروف قانون دان ہیں وہ یہ بل پیش کرتے ہیں کہ خصوصی عدالتیں قائم کی جائیں تو اس کا مطلب صاف یہ ہے کہ ہماری عدلیہ بیکار ہے ہماری عدلیہ اپنے فرائض منصبی ادا نہیں کر سکتی ہماری عدلیہ وقت کے تقاضوں کو پورا نہیں کرتی۔ اس لئے ہمیں اس طرح کے کیسز عدالتوں کے ذریعے عام عدالتوں کے ذریعے فیصلہ کراتے کی بجائے خصوصی عدالتوں کی ضرورت ہے۔ اسی طرح کا اظہار عدم اعتماد تھا جو مارشل لاء کے زمانے میں ہوا کہ مارشل لاء کی سمری کورٹس بنائی گئیں اور اس کے اندر مجرموں کو سزائیں سنائی گئیں مجرموں کو بھی، گنہگاروں کو بھی، بے گناہوں کو بھی۔ سیاہ کے ساتھ سفید اور گیہوں کے ساتھ گھن پس گیا۔ اور اس کے پیچھے بھی یہی فلسفہ کارفرما تھا کہ یہ عدلیہ اس قابل نہیں ہے کہ ان مقدمات کا فیصلہ کر سکے۔ لیکن یہ امید نہیں کی جا سکتی تھی کہ ہماری اپنی حکومت ہمارے نظام عدل پر اتنا کھلا کھلا عدم اعتماد کرے گی اگر اس کے اندر کچھ خرابیاں ہیں۔ کچھ نقائص ہیں تو ان نقائص کو ختم کیجئے اگر کیسز وہاں پڑے رہتے ہیں ان کا فیصلہ نہیں ہوتا تو ان اسباب کو ختم کیجئے جن کی وجہ سے یہ نوبت آتی ہے۔ اگر عدلیہ وہ ذرائع و وسائل نہیں رکھتی، وہ ذرائع و وسائل اسے دیجئے جن کے تحت وہ سپیڈی ٹرائل پر قادر ہو سکے۔ لیکن آپ اصلی علاج کرنے کی بجائے وہ تجویز سامنے لاتے ہیں جس کی وجہ سے ہماری عدلیہ دنیا بھر میں بدنام ہوتی ہے اور ہم اپنے ملک میں بھی یہ تاثر دیتے ہیں کہ ہماری عدلیہ اس قابل نہیں ہے کہ وہ اتنے بڑے بڑے جرائم کا فیصلہ سنا سکے۔

جناب والا! جب یہ بل پیش کیا گیا تو خود اقبال احمد خان صاحب

[Maulana Kausar Niazi]

نے فرمایا کہ اس کے اندر بعض ایسی چیزیں تھیں جو وجہ تشویش بنیں۔ سوال یہ ہے کہ کیا اس بل پر صحیح ایکسرسائز نہیں ہوئی۔ کیا ہماری وزارت قانون کے اندر وہ دماغ نہیں تھے کہ جو اس بل کے مختلف پہلوؤں کو دیکھتے۔ اور پہلے ہی ان خرابیوں کو اس بل کے اندر سمونے کی وہ کوشش نہ کرتے۔ کیا یہ سازش تھی جو اس حکومت کو بدنام کرنے کے لئے کی گئی۔ میں فاضل وزیر قانون سے بلکہ جناب وزیر اعظم سے مطالبہ کرتا ہوں کہ وہ یہ تحقیق کریں کہ یہ بل اصل میں اوریجنیٹ کہاں سے ہوا۔ وہ بل جو اس قدر سیاہ تھا، جو اس قدر غلط تھا کہ چند دنوں کے بعد حکومت کو اسے واپس لینا پڑا۔ یہ بل کہاں سے اوریجنیٹ ہوا۔ میں جناب وسیم سجاد کا پرانا جاننے والا ہوں یہ کم سے کم ان کی ذہنی تخلیق نہیں ہو سکتی۔ یہ ان کا برین چائلڈ نہیں ہے یہ کس کی ذہنی تخلیق ہے یہ کس کا شاہکار تھا جسے ہماری حکومت نے اپنا کر قومی اسمبلی کے سامنے پیش کیا۔ یہ بات بہت غور طلب ہے اور سیاسی مفاد میں ملک کے امن عامہ کے مفاد میں اس بات کی ضرورت ہے کہ اس کی تحقیق کی جائے کہ یہ بل کہاں اوریجنیٹ ہوا۔

جناب والا! آپ غور فرمائیں کہ کیا بقائمی ہوش و حواس یہ بات اس بل میں لائی جا سکتی تھی کہ کوئی بھی جرم خواہ وہ بھینس چرانے کا ہو، خواہ وہ کسی شخص کو گالی دینے کا ہو، خواہ وہ پولیس کے ذہن کی پیداوار ہو، اس شخص کے ماتھے مڑھا گیا ہو خواہ وہ شخص واقعی اس کا ملزم و مجرم ہو وہ جرم اس خصوصی عدالت کے دائرہ اختیار آتا ہے، کیا ہوتا۔ کل بلدیاتی الیکشن ہونے والے ہیں جتنے لوگ کھڑے ہیں مخالفین سرکار، ان پر کوئی نہ کوئی الزام لگا کر قانون شکنی کا معمولی سے معمولی الزام لگا کر ان کو خصوصی عدالتوں سے آسانی سے سزا دلوائی جا سکتی تھی اور پھر کس کے پاس اتنا روپیہ ہے کہ وہ سپریم کورٹ میں اپیل کرے۔ جناب والا! ان خصوصی عدالتوں کا کہ جن کے بارے میں پہلے اس بل میں تجویز کی گئی تھی ان خصوصی عدالتوں کا کیا دھرا سپریم کورٹ سے

پہلے ختم نہیں ہو سکتا تھا۔ ہائی کورٹ کا سٹیٹس ان عدالتوں کو حاصل تھا۔ پھر ججز کے بارے میں بھی یہ عجیب و غریب بات رکھی گئی تھی کہ جج ہر اس شخص کو مقرر کیا جا سکتا ہے جو اتنی قانونی اہلیت رکھتا ہو کہ جج بن سکے۔ گویا وہ وکیل بھی جس کو سال میں ایک مقدمہ ملتا ہے۔ وہ بھی اس کورٹ کا جج بن سکتا ہے۔ اب اگر ایسے جج ہوتے اور ان ججوں کے سامنے یہ کیسز آتے تو جو نتیجہ ہو سکتا تھا وہ معلوم ہے کہ کتنی انتقامی کاروائیاں ہوتیں اور کس قدر لوگ خوفزدہ ہوتے اور کس قدر خوف و ہراس کا دور دورہ ہوتا اور کس قدر اس ملک کے اندر پولیٹیکل victimization ہوتی تو جب یہ بل سامنے لایا گیا اور اس پر بہت زیادہ تنقید ہوئی، بہت زیادہ لوگوں میں چہ میگوئیاں ہوئیں لوگوں نے کہا کہ یہ بل کالا قانون ہے تو تب ہماری حکومت کو ہوش آیا اور اس نے اس بل میں ترامیم کیں لیکن تحقیق پھر یہ نہیں ہو کی کہ بل اوریجنیٹ کہاں سے ہوا۔ یہ ہماری حکومت کے منہ میں بل ڈالا کس نے۔ وہ کون ذات شریف تھی جس نے یہ بل حکومت کو دیا کہ اسے منظور کرایا جائے۔ اگر یہ بل اس فارم میں منظور ہو جاتا جو قومی اسمبلی میں پیش کیا گیا تھا تو جناب والا! یہ سول حکومت دنیا میں کہیں منہ دکھانے کے قابل نہ رہ جاتی۔ اب بڑی کوششوں کے بعد اس مسودہ قانون کو تبدیل کیا گیا اور خدا کا شکر ہے کہ اس کے اندر سے یہ دونوں خامیاں نکال دی گئیں کہ offence کی تعریف کر دی گئی اور وہ چار بڑے جرائم جن پر دفعہ ۳۰۲، ۳۰۴، ۳۹۶ اور ۳۹۷ لاگو ہوتی ہیں فقط وہی جرائم اس کے دائرہ اختیار میں دیئے گئے دوسرے جج کی بھی تعریف معین کر دی گئی اور اس کے اندر ان لوگوں کو شامل نہیں کیا گیا کہ جو ناکام وکیل ہونے کے ناتے سے بھی اس کے اندر آ سکتے تھے اور تیسرے اسے ہائیکورٹ کا درجہ نہیں دیا گیا کہ اس کی اپیل سپریم کورٹ میں ہو بلکہ اس کی اپیل ہائیکورٹ میں ہو سکتی ہے کوئی شبہ نہیں کہ ان تینوں باتوں کے نکل جانے سے یہ بل خاصا کم ضرر رساں ہو گیا ہے۔ اور اس کی

وجہ سے حکومت اس بدنامی سے بچ گئی ہے جو اس کو لاحق ہو جاتی اور میں اس جذبے کی بھی تعریف کرتا ہوں کہ ہمارے فاضل وزیر قانون نے اسے ناک کا مسئلہ نہیں بنایا اور جناب وزیر اعظم نے جمہوریت پسندی سے کام لیا اور قومی اسمبلی کے اراکین کے مشوروں کی روشنی میں اس میں ترمیم کرنے کی اجازت دی لیکن اب بھی کچھ باتیں ایسی ہیں کچھ نکات ایسے ہیں کہ جو اس حکومت کے غور کے قابل ہیں اور مجھے یقین ہے کہ انہیں بھی ہماری حکومت اسی جذبے سے لے گی جس جذبے سے قومی اسمبلی کے اراکین کی تنقید کو لیا گیا تھا۔

جناب والا! اس میں ایک اہم بات اور بنیادی بات تو یہ ہے کہ اس بل کے اندر حکومت کی تعریف صوبائی حکومت کی گئی ہے اور یہ قانون فیڈرل لاء ہے اسے پارلیمنٹ منظور کر رہی ہے اگر یہ قانون پارلیمنٹ منظور کر رہی ہے اور یہ مرکزی حکومت کے توسط سے سامنے لایا جا رہا ہے تو سوال یہ ہے کہ اس کے قواعد بنانے اور اس کے دوسرے معاملات کو آگے بڑھانے میں بھی مرکزی حکومت کی say ہونی چاہیئے پارلیمنٹ کا عمل دخل ہونا چاہیئے، اس لئے کہ موجودہ قانون کی زندگی ایک سال ہے اور یہ حق بھی پارلیمنٹ کا ہے کہ اگر وہ چاہے تو اس کو بڑھا سکتی ہے۔ گویا قانون ساز اور اس بل کی اصل خالق بھی پارلیمنٹ ہے مگر عجیب تماشا ہے کہ پارلیمنٹ کا کوئی حق نہیں ہے کہ وہ قواعد بنائے۔ قواعد بنانے کا سارا کام صوبائی حکومت کے سپرد کر دیا گیا ہے۔ اب کیا ہو گا جناب چیئرمین! سندھ کی حکومت الگ قواعد بنائے گی، پنجاب کی الگ، سرحد کی الگ، بلوچستان کی الگ، میرے دوست جناب عبدالحفیظ پیرزادہ اور جناب ممتاز بھٹو، خدا جانے کیوں کنفیڈریشن کی بات کرتے ہیں، جو نظام اس وقت اس ملک میں چل رہا ہے اس سے زیادہ loose کنفیڈریشن کا نظام اور کہاں ہو گا کیا اس ملک کے اندر جو صوبائی حکومتیں قائم ہیں اور ان کے war lords کو جو اختیارات حاصل ہیں ان کے ہوتے

[Maulana Kausar Niazi]

ہوئے کسی کنفیڈریشن کی ضرورت ہے؟

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

کاش! میرے یہ دونوں دوست اسی نظام کے دوام کا مطالبہ کرتے اور یہ کہتے کہ اللہ برکت دے اس نظام کو قائم رکھو تو خواہ مخواہ وہ کنفیڈریشن کا نعرہ لگا کر مجرموں کی صف میں شامل نہ ہوتے مگر انہوں نے تو بغیر جانے بوجھے ایک ایسا نعرہ لگا دیا جس کی ضرورت نہیں ہے کیونکہ یہ ملک پہلے ہی confederation ہے بلکہ loose confederation ہے۔

جناب والا! آپ اندازہ فرمائیں کیا کبھی آپ نے اس کا تصور کیا ہے کہ ملک کا وزیراعظم، جنرل اسمبلی کے دورے پر تقریر کرنے جائے اور جس صوبے سے جائے، اس صوبے کا وزیراعلیٰ اسے see off نہ کرے، ہو سکتا ہے کہ اسے بڑی مصروفیات لاحق ہوں لیکن میں آپ کو یقین دلاتا ہوں کہ اس سے پہلے جو نظام اس ملک میں رائج رہے ہیں ان کے اندر اس کا تصور نہیں کیا جا سکتا تھا اور پھر یہ بھی تماشا ہے کہ وزیراعظم جنرل اسمبلی سے واپس آئے اس کی پارٹی اسے receive کرنے کے عالیشان انتظامات کرے پوسٹر چھاپے جائیں، جلوس کا انتظام ہو اور صوبے کا وزیراعلیٰ پھر غائب ہو گیا اس سے زیادہ کوئی بات اس امر کی علامت کے طور پر پیش کی جا سکتی ہے کہ صوبائی حکومتیں اور ان کے وزرائے اعلیٰ اس ملک میں کتنے آزاد ہیں اور کس قدر ان کو اختیارات حاصل ہیں۔

جناب والا! اس ملک کی ہر صوبائی حکومت بدقسمتی سے biased ہے اور اگر یہ قواعد مرتب کرنے کا کام ان کے اوپر چھوڑ دیا گیا تو اس ملک کے اندر قوانین میں یکسانی باقی نہیں رہے گی اور اگر یکسانی باقی نہ رہی تو صوبوں کے اندر مختلف علاقوں کے رہنے والے لوگوں کو انصاف کے حصول میں دقتیں پیش آئیں گی، اس لئے ضروری ہے کہ حکومت کی

تعریف "صوبائی حکومت" نہ کی جائے اور اس کے اندر مرکزی حکومت کی say ہو۔ پارلیمنٹ کی say ہو اور قواعد وغیرہ مرتب کرنے کا کام خود پارلیمنٹ کا ہو یا مرکزی حکومت کا ہو۔ اسی طرح جناب چیئرمین! ججوں کے تقرر کا معاملہ بھی پوری طرح صوبائی حکومت پر چھوڑ دیا گیا ہے، میں جانتا ہوں کہ ججوں کا تقرر عام طور پر صوبائی حکومتیں کرتی ہیں لیکن یہ ایک خصوصی انتظام ہے یہ ہنگامی حالات کے تحت خصوصی حالات کے تحت ہم قانون بنا رہے ہیں اس لئے ہمیں خصوصی عدالتوں کی ضرورت پڑ رہی ہے اس لئے ججوں کے تقرر کو بھی کاملاً صوبائی حکومتوں کے رحم و کرم پر نہیں چھوڑا جا سکتا اس کے اندر بھی ہماری مرکزی وزارت قانون کا عمل دخل ہونا چاہیئے۔ اور وہ لسٹیں جو ججوں کی صوبائی حکومتیں تیار کریں مرکزی وزارت قانون کے مشورے سے ان کا فیصلہ کیا جائے۔ اسی طرح جن لوگوں کے خلاف cases ہوں جن کے معاملات ان عدالتوں کے سامنے لانے مقصود ہوں ان کی فہرستیں بھی مع ان کے تمام اعمال نامے کے مرکزی حکومت کے سامنے پیش ہونی چاہئیں تاکہ مرکزی حکومت یہ اطمینان کر سکے کہ کہیں صوبائی حکومتیں اپنے مخصوص زاویے سے تو کسی شخص کو تکلیف پہنچانے کا اہتمام نہیں کر رہی ہیں جب ہم نے قانون بنایا ہے اور جب یہ فیڈرل لاء ہے اور جب پارلیمنٹ اسے منظور کر رہی ہے اسے پوری طرح پارلیمنٹ اور مرکزی حکومت کے دائرہ اختیار سے نکال کر صوبائی حکومتوں کے سپرد کر دینا یہ ہرگز ہرگز مناسب نہیں ہوگا۔

جناب چیئرمین! میں نے انتہائی دل سوزی کے ساتھ مرکزی حکومت اور سول حکومت کے مفاد میں یہ باتیں کہی ہیں، مجھے امید ہے کہ فاضل وزیر قانون بھی ان باتوں کو اسی لائٹ میں لیں گے اور کوشش کریں گے کہ یہ خلاء جو اس بل کے اندر رہ گئے ہیں ان کو پورا کیا جا سکے، شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! مولانا سمیع الحق صاحب۔

مولانا سمیع الحق : بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ جناب چیئرمین صاحب ! بہتر صورت تو یہی ہوتی کہ ہمیں اس بل پر جیسا کہ اس کا تقاضا ہے غور و فکر کا موقع دیا جاتا اس کا ہم جائزہ لیتے لیکن بہرحال جو موٹی موٹی چیزیں سامنے ہیں ان پر میں دو تین منٹ گزارش کروں گا ، ایک تو یہ بل ایک آرڈیننس کی شکل میں اسمبلی میں آیا اور وہاں سے سینیٹ میں آیا۔ مناسب تو یہ تھا کہ جب قومی اسمبلی اور سینیٹ جیسے جمہوری ادارے قائم ہیں تو آرڈیننس جاری کرنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اور فوری طور پر بھی کوئی مسئلہ پیش ہے تو اجلاس بلایا جا سکتا تھا ۔ کم از کم میں نہیں سمجھتا ہوں ، شاید مجھے ضوابط اور قواعد اور قوانین کا اتنا علم نہیں کہ ایک طرف تو جناب صدر محترم کہہ دیتے ہیں کہ اسلامی نظام کا نفاذ آرڈیننس کے ذریعے نہیں کیا جا سکتا پچھلے دنوں انہوں نے واضح طور پر کہا تھا کہ اس کام کے لئے آرڈیننس جاری نہیں کیا جا سکتا اور اس کے لئے جمہوری ادارے اور پارلیمنٹ موجود ہے ایسے کوئی مسائل جب سامنے آتے ہیں تو وہاں ان کا معیار الگ ہوتا ہے وہ آرڈیننس جاری کر لیتے ہیں اور پھر جمہوری اداروں کے پاس بھیجتے ہیں توثیق کے لئے ۔ تو یہ دوہرا نظام اسلام کے بارے میں کسی بل کے بارے میں اور کسی آرڈیننس کے بارے میں اور امور کے بارے میں کیوں ہے ۔

دوسری گزارش یہ ہے کہ ابھی پچھلے دنوں ہم ایک بل پاس کر چکے ہیں اگر اس بل سے بھی تخریب کاری ، فتنہ وفساد اور جو سازشیں ملک دشمن عناصر کرتے ہیں ان کو روکنا مقصود تھا تو تخریب کاری کے بارے میں جو بل پاس ہوا ہے اس سے یہ مقصد حاصل ہو سکتا تھا ۔ اگر اس میں کچھ کمی تھی اور کچھ تقاضے تھے تو وہ بھی ایک بل میں ڈال دیئے جاتے اور قوم کے سامنے ایک ہی چیز آ جاتی لیکن اس بل کے فوراً بعد اس بل کو دوبارہ پیش کرنا اس میں یہ خطرات ہیں کہ خدانخواستہ اس سے غلط فائدہ نہ اٹھایا جائے اس بل سے مخصوص مفادات حاصل ہوں اور اس بل کو سیاسی مخالفین کے خلاف استعمال کیا جا سکتا ہے یہ خدشات اپنی جگہ موجود ہیں اب اس بل کی دفعہ ۳

میں یہ کہا گیا ہے کہ اگر حکومت کی یہ رائے ہو کہ کسی جرم سے متعلق کسی مقدمہ کی مفاد عامہ میں فوری سماعت اور فوری فیصلہ ہونا چاہیئے تو وہ حکم دے سکے گی کہ اس مقدمہ کی سماعت خصوصی عدالت کے ذریعے کی جائے اس معاملے میں اصولی بات یہی ہے کہ ظالم کو ظلم کی سزا دی جائے اور مظلوم کو انصاف ملے اور مجرم کو عبرتناک سزا ہو یہ عدل و انصاف کا مسئلہ ہے اس میں اسلام کی نظر میں کوئی تفریق ہے ہی نہیں کہ کوئی معاملہ ایسا اہم ہے اور کوئی غیر اہم ہے۔ اسلام کی نظر میں ہر ظالم کو فوری طور پر سزا ملنی چاہیئے یہ حکومت کی رائے پر نہیں ہے بلکہ حکومت کا فریضہ ہے کہ کہیں بھی کوئی زیادتی اور ظلم ہوا ہو تو ایسا نظام حکومت کو بنانا چاہیئے کہ فوراً مجرم کو سزا ملے اور مظلوم کو فوراً انصاف اس کے گھر تک پہنچایا جائے یہاں سستے اور مہنگے انصاف کا بھی تصور نہیں ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ حکومت سستا انصاف فراہم کرے حکومت کا فرض ہے کہ سستا نہیں بلکہ مفت انصاف فراہم کرے۔ حضور اقدس صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی واضح ہدایات ہیں کہ اس کے گھر تک تم خود انصاف پہنچاؤ گے یہ حکومت کا فریضہ ہے۔ حضرت عمر رض فرماتے ہیں کہ دریائے فرات کے کنارے اگر کوئی کتا بھوک سے مر جائے تو اس کے بارے میں بھی اللہ تعالیٰ مجھ سے پوچھے گا اور اگر کسی خارش زدہ اونٹ کو دوائی نہ ملے۔ تو جانوروں اور کتوں کے بارے میں بھی باز پرس ہوگی انسان تو بڑی چیز ہے یہاں تو عدالتی نظام اس سسٹم کے تحت چل رہا ہے اس سے مظلوم تیس تیس، چالیس چالیس سال تک تڑپتا رہتا ہے اور ظالم کو سزا نہیں ملتی اس کی داد رسی نہیں کی جاتی ابھی پتہ نہیں اگر ایک بے گناہ شخص ۲۲ سال یا ۲۳ سال بعد جیل سے رہا ہو کر آیا اور خود صدر صاحب نے محسوس کیا کہ میں اس کے گھر جا کر اس کی کچھ تسلی کروں۔ اس ملک میں ایک شخص کو بے گناہ ۲۲،

[Maulans Kausar Niazi]

۲۳ سال جیل میں رکھا گیا ہے تو یہ سارا عدالتی نظام اس بات کا متقاضی ہے کہ اس کو تبدیل کیا جائے اور غریب کی فوری داد رسی کی جائے اور ملزم کو سزا ملے۔ چار چار نسلوں تک مقدمات چلتے رہتے ہیں اب یہ حکومت کی رائے پر نہیں چھوڑنا چاہیئے بلکہ حکومت کا فریضہ ہوگا کہ عدالت اور عدلیہ کا سارا سسٹم ہی تبدیل کرے پھر مجرم اس طرح آزاد گھومتا پھرتا نہیں رہے گا اور نہ وہ روپے پیسے سے انصاف کو خرید سکے گا تو اصل معاملہ عدالتی نظام کا ہے جس کے بارے میں پچھلے دنوں وزیر قانون نے بار بار کہا ہے کہ موجودہ عدالتی نظام جو ہے وہ فوری انصاف فراہم کرنے میں ناکام رہا ہے۔ جب یہ صورت حال ہے تو پھر حکومت پر نہیں چھوڑنا چاہیئے کہ فلاں معاملہ ہے اس کو خصوصی عدالت میں لے جائیں اور دوسرا نہ لے جائیں۔ پھر آگے چل کر پتہ چلتا ہے کہ حکومت کو خصوصی عدالتوں پر بھی اعتماد نہیں رہا ان خصوصی عدالتوں پر بھی اعتماد ہوتا تو دفعہ ۶ میں کہا گیا ہے اگر ایک خصوصی عدالت قائم بھی ہو جائے اور وہ کسی مقدمہ کی سماعت کرے پھر بھی یہ گنجائش رکھی گئی ہے کہ اس خصوصی عدالت سے مقدمہ دوسری خصوصی عدالت میں منتقل کیا جا سکے یہ دفعہ ۶ میں صاف حکم ہے تو حکم مصرح مقدمے کو ایک خصوصی عدالت سے دوسری خصوصی عدالت میں منتقل کر سکے گی اگر فوری انصاف مہیا کرنا مقصد تھا تو ایک خصوصی عدالت ہی کافی تھا اس سے یہ خدشہ پیدا ہوتا ہے کہ اگر وہ خصوصی عدالت حکومت کے مفادات کا تحفظ نہ کر سکے یا کوئی جج ڈٹ جائے کہ میں کوئی ایسی صورت اختیار نہیں کروں گا جس سے کسی کو غلط سزا ملے تو پھر حکومت نے اپنے لئے یہ گنجائش بھی رکھی ہے کہ ایک عدالت سے اس کو دوسری عدالت میں لے جائے اگر بات فوری انصاف مہیا کرنے کی تھی تو ایک خصوصی عدالت اس کے لئے کافی تھی اس کا مطلب یہ ہے کہ حکومت کو کسی اپنی قائم کردہ خصوصی عدالت پر بھی اعتماد نہیں ہے اور اس

سے خدشات کو اور تقویت ملتی ہے کہ حکومت جو کچھ کرانا چاہے گی اس کے لئے اس نے کئی راستے کھلے رکھے ہوں گے۔

کچھ اصل چیزیں جو اس بل میں رہ گئی ہیں جو توجہ کی مستحق ہیں، اس سے بالکل صرف نظر کیا گیا ہے اور دو چار چیزیں سرسری میری نگاہ میں آگئی ہیں کیونکہ ایوان نے پوری طرح غور کا موقع نہیں دیا اور اسے فوری طور پر زیر بحث لانے کی راستے دی۔ اصل مسئلہ اس ملک میں خواتین کی بےحرمتی کا ہے اور ان پر دست درازی، خواتین کا اغواء اور ایسی کئی چیزیں ہیں اس بل میں کوئی ایسی بات نہیں ہے جس سے خواتین کی بےحرمتی کا انسداد ہوتا۔ پچھلے دنوں اس سلسلے میں قومی اسمبلی کی خواتین نے واک آؤٹ بھی کیا تھا کہ بہت ظالمانہ اور شرمناک حرکتیں کی گئیں۔ برسر عام بعض خواتین کے تقدس کو پامال کیا گیا ان کو ننگا کیا گیا۔ گاؤں کے گاؤں نے پنجاب میں اور دوسری جگہ یہ منظر دیکھے اور اس کے لئے ہمارے پاس فوری انصاف مہیا کرنے کا کوئی راستہ نہیں تھا تو اس بل میں کوئی ایسی دفعہ نہیں ہے جس سے خواتین کی بےحرمتی کا انسداد بھی کر لیا جاتا یہ ایک serious مسئلہ ہے سب سے بڑا مسئلہ جو بم بلاسٹنگ اور دھماکوں کا ہے آپ ہمیں بتا دیں اس بل میں کونسی ایسی دفعہ ہے یا کونسی ایسی چیزیں ہیں جس سے بموں کے دھماکے کا انسداد کیا گیا ہو ان چیزوں کے بارے میں تو ہم خصوصی عدالتیں قائم نہیں کر سکے لیکن عام شہریوں کے جو مسائل ہیں اس کے لئے ہم نے کئی دفعات رکھی ہیں۔ اصل تخریب کاری کا جو سلسلہ پورے ملک میں ہے اس کے بارے میں یہ بل بالکل خاموش ہے بد قسمتی سے تیسرا مسئلہ اس ملک کے بعض علاقوں میں ہے جو انتہائی اذیت کا باعث ہے کہ ایک پر امن شہری کو دن دھاڑے اغواء کر لیا جاتا ہے اور وہ شہری ایک علاقے سے دوسرے علاقے میں لے جایا جاتا ہے اس نے کوئی جرم نہیں کیا ہوتا نہ قتل کیا ہوتا ہے۔ اس کو سرعام لوگ آکر کار میں ڈال کر لے

[Maulana Kausar Niazi]

جاتے ہیں اور بعض علاقوں میں رکھ لیتے ہیں پھر وہاں سے مطالبہ کرتے ہیں کہ دس لاکھ، بارہ لاکھ بیس لاکھ روپے آپ دے دیں گے تب ہم اس آدمی کو چھوڑیں گے اس حد تک ظلم ہے کہ اس آدمی کو وہاں رکھ کر جو کھانا وغیرہ کھلایا جاتا ہے اس کا بل بھی ساتھ ساتھ بنایا جاتا ہے کہ جب اس کو چھڑایا جائے گا تو اس کا کھانے کا بل وصول کیا جائے گا ۔ ہمارے ایک دوست کو اغوا کیا گیا اس کے لئے ہم نے بڑی جدوجہد کی آخر جب اس کو لانے کے لئے معاہدہ ہو گیا تو انہوں نے اخبار کا بل بھی پیش کر دیا کہ یہ تو ہر روز اخبار مانگتا تھا اتنا اس پہ خرچ آیا ہے اس معاملے کو بڑا حساس مسئلہ سمجھنا چاہیئے تھا اور جو بدبخت ایسے تخریب کار ہیں جو معزز اور غیور پٹھانوں اور قبائلی انسانوں کی بدنامی کا باعث بن گئے ہیں یا سندھ کے بعض علاقوں میں وہ آدمی کو اغوا کر کے جنگلات میں لے جاتے ہیں بیس بیس لاکھ روپے پر سودے ہوتے ہیں کراچی میں ابھی کتنے سیٹھ اغوا ہوئے ان کے جرم کو کونسی دفعہ کے تحت آپ نے اس بل میں رکھا ہے یہی صورت حال آئے دن گاڑیوں کے اغوا کی ہے۔ گاڑی اغوا کر لی جاتی ہے پھر آدمی خود وہاں جا کر اپنی گاڑی خریدتا ہے ۔

بہرحال اصل مسئلہ جو ان تمام مصیبتوں کا حل ہے وہ تو ہم بار بار کہتے ہیں آپ کہیں گے کہ آپ بار بار یہ بات دھراتے ہیں سارا مسئلہ ظلم بربریت فساد اور تخریب کاری کا اسلامی قوانین کے نفاذ سے حل ہو سکتا تھا۔ اصل نسخے کی طرف تو ہم آتے نہیں، باہر سے مرہم پٹی کرتے رہتے ہیں اندر لاوہ پکتا رہتا ہے اور یہ لاوہ اس طرح پھوٹتا رہے گا ۔ ان چھوٹی چھوٹی مرہم پٹیوں سے مسئلہ حل نہیں ہو گا ۔ آپ نے حدود آرڈیننس جاری کر دیا تھا ۔ لیکن اگر حدود آرڈیننس عملاً نافذ کر دیا جاتا تو اس کے تحت تخریب کاری نہیں ہو سکتی، سرقہ اور سڑکوں وغیرہ پر بسوں کاروں کو لوٹنا، ان سب کی واضح طور پر قرآن شریف میں سزائیں مقرر ہیں ۔ آپ نے حدود آرڈیننس

کی شکل میں اس کو نافذ کیا لیکن عملاً اس کو نافذ نہیں ہونے دیا۔ اس طرح معاملہ جوں کا توں رہا، کسی کو سزا نہیں مل سکی، بات ساری عمل کی ہے، نظام کی تبدیلی کی ہے۔ اگر نیچے نظام وہی ہے تو بے شک آپ ہزاروں بل پاس کریں، ان کے سامنے رکھیں، ہزاروں عدالتیں بنائیں مگر قواعد و ضوابط وہی رہیں گے، وہی قانون شہادت رہے گا یعنی ساری بات جوں کی توں ہی رہے گی۔ شاید اس طرح حکومت کچھ سیاسی مقاصد تو حاصل کر سکے لیکن جو اصل بیماری ہے یا خرابی ہے اس کا استیصال ہم نہیں کر سکیں گے۔ اس لئے میں مؤدبانہ گزارش کروں گا کہ ان خامیوں کی طرف توجہ کی جائے اور اس بل میں جو خامیاں ہیں، جو واقعی آپ کو محسوس ہوتی ہیں، ان کو دور کیا جائے اور جو گزارشات میں نے پیش کی ہیں، ان کو اس بل میں شامل کیا جائے۔

جناب چیئرمین: شکریہ! اور کوئی صاحب، جناب قاضی عبداللطیف۔

قاضی عبداللطیف: جناب والا! جس عنوان سے یہ بل پیش کیا گیا ہے میں اس سے اتفاق کرتا ہوں کہ آج ان جرائم کے انسداد کی ضرورت ہے لیکن جو طریقہ کار اس کے لئے تجویز کیا گیا ہے شاید ہی اس سے وہ مقصد حاصل ہو سکے جو وہ حاصل کرنا چاہتے ہیں۔ اس کے لئے مختلف وجوہات بیان کی جاتی ہیں۔ مثلاً ہمارے ایک محترم مقرر نے فرمایا کہ ان کی پیداوار جہاں سے ہوتی ہے اس کا انسداد نہیں کیا گیا اور آپ دھماکوں اور دہشت گردی کے انسداد کے لئے سزائیں تو مقرر کر رہے ہیں لیکن جس بنا پر یہ دھماکے ہو رہے ہیں، یا یہ جو خونریزی ہو رہی ہے اس کا سرے سے ہی انسداد نہیں کیا گیا۔

ہر کسے بقدر ہمت اوست

انہوں نے جو کچھ فرمایا، ان کے خیال میں صحیح ہے لیکن میں اتنی گزارش کروں گا کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے انہوں نے فرمایا کہ اعمال کے اپنے اثرات ہوتے ہیں، جس طرح ہم مادیات کو دیکھتے

[Qazi Abdul Latif]

ہیں کہ ان کے اپنے اثرات ہوتے ہیں بعینہٖ اسی طریقے سے اعمال کے بھی اپنے اثرات ہوتے ہیں جس کو حقیقت بین نگاہیں دیکھ سکتی ہیں۔ ظاہر بین نگاہوں سے وہ ہمیشہ اوجھل رہتی ہیں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ پانچ چیزیں ہیں جن کے اثرات و نتائج یہ ہوتے ہیں فرمایا (یہ عبارت عربی کی ہے اور ہمارے رپورٹر حضرات وہاں صرف یہ کہہ دیتے ہیں کہ یہ "عربی" تھی اور پھر دوبارہ ہمیں ان کے لئے وہ عربی تلاش کرنا پڑتی ہے اور ان کو لکھوانا پڑتا ہے) بہرحال اس کے معنی یہ ہیں کہ جس قوم میں، مال غنیمت میں، قومی اموال میں خیانت پیدا ہوتی ہے تو اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں دشمن کا رعب ڈال دیتا ہے اب آپ اندازہ لگائیے کہ ہم اپنے قومی اموال کے ساتھ کیا طریق کار اختیار کئے ہوئے ہیں جس قوم میں زنا کی لت پڑ جاتی ہے تو ان میں موت زیادہ آتی ہے۔ ایکسیڈینٹس ہوتے ہیں اور اموات زیادہ ہوتی ہیں، بیماریاں پیدا ہوتی ہیں، مصیبتیں آتی ہیں تو موت کی زیادتی کے اسباب میں سے ایک سبب یہ ہے کہ جب زنا کی لت پڑ جاتی ہے تو اس قوم میں موت زیادہ ہوتی ہے اور جب لین دین میں تول ناپ میں بددیانتی پیدا ہو جاتی ہے تو اللہ تعالیٰ اس قوم کا رزق کم کر دیتا ہے۔ رزق کیسے کم ہوتا ہے۔ قحط سالی آ جاتی ہے، جو فصلیں کھڑی ہوتی ہیں وہ تباہ ہو جاتی ہیں، جو فصل پہلے پیدا ہوتی ہے اس میں بھی برکت باقی نہیں رہتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو نصیب ہی نہیں کرتا کہ وہ اس سے فائدہ اٹھا سکیں اور جس قوم میں فیصلے ناحق ہوتے ہوں تو ان میں قتل مقاتلہ بہت زیادہ ہوتا ہے، ان میں لڑائیاں زیادہ ہوتی ہیں، دھماکے زیادہ ہوتے ہیں اور آپس میں، ایک دوسرے کی خون ریزی کرتے ہیں۔

اب ہم دیکھ رہے ہیں کہ ہمارے ملک میں بہت بڑی بڑی عدالتیں ہیں، بہت بڑی بڑی کچہریاں ہیں۔ بہت بڑا نظام جاری ہے اور کروڑوں

اربوں روپیہ ہم اس پر خرچ کر رہے ہیں لیکن اس کے باوجود بھی خونریزی میں اضافہ ہو رہا ہے - بدامنی میں اضافہ ہو رہا ہے - معلوم ہوتا ہے ہمارے جتنے بھی فیصلے ہوتے ہیں وہ عدل کے مطابق نہیں ہوتے ہیں - عدل کسے کہا جاتا ہے، وہ میں آگے عرض کروں گا - یہ آخری جملہ جو یہاں پر ہے اس کے متعلق میں عرض کر دوں اور اگر کوئی قوم بدعہدی کرتی ہے وعدہ خلافی کرتی ہے، جو وعدے کئے جاتے ہیں ان کا پاس نہیں کرتی ہے تو اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ نعوذ باللہ دشمن اس پر حاوی ہو جاتا ہے - اب آپ اندازہ لگائیے کہ ہمارے اردگرد کیا ہو رہا ہے اور دشمن ہمارے ساتھ کیا کر رہے ہیں -

انبیاء علیہ الصلوٰۃ والسلام کی آمد کا مقصد اور غرض، صرف اور صرف یہ تھی کہ دنیا میں عدل قائم ہو، انصاف قائم ہو اور اس حد تک قائم ہو - فرمایا کہ دشمن کے ساتھ بھی آپ نے انصاف کرنا ہوگا - کوئی شخص آپ کا دشمن ہے آپ کا مخالف ہے لیکن انصاف میں آپ اس کو بھی حق دیں گے اور یہ حق آپ سے اللہ تعالیٰ مانگتا ہے - معاشرہ مانگتا ہے، دین مانگتا ہے، اور اسلام مانگتا ہے - اسی طریقے سے ایک آیت کریمہ کے اندر فرمایا اے ایمان والو، قائم رہو انصاف پر، گواہی دو اللہ کی طرف اگرچہ نقصان ہو اپنا، تمہارا بھی یا ماں باپ کا یا قرابت داروں کا اس میں - اگر کوئی مال دار ہے یا فقیر ہے تو اللہ تعالیٰ ہی اس کے حقوق کو خوب جانتا ہے آپ اس بنیاد پر کہ فلاں شخص مال دار ہے اس سے کچھ ملے گا یا فلاں شخص غریب ہے اس پر ہم شفقت کر رہے ہیں اور اس بنیاد پر اپنے رائے کے مطابق، اس کو سہولت دے رہے ہیں اور اس کو رعایت دے رہے ہیں تو اس بنیاد پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ غنی اور فقیر دونوں کے لئے، قرابت دار کے لئے، والدین کے لئے، اپنے لئے، جو کچھ بھی ہوں لیکن جہاں انصاف کا معاملہ آ جائے وہاں اس وقت آپ کا

[Qazi Abdul Latif]

فرض یہ ہے کہ انصاف صحیح طریقے سے قائم رہے۔ انصاف کے متعلق عدل کے متعلق میں اتنی گزارش کروں گا کہ جو قانون اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے بتایا وہی انصاف ہے اس کے سوائے انسان کا بنایا ہوا قانون کسی طریقے سے انصاف نہیں بن سکتا، ہاں، جن معاملات کے اندر اللہ تعالیٰ اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں اختیار دیا ہے۔ کہ آپ نے ان کے متعلق فیصلہ کرنا ہے اور بعض چیزیں وہ ہیں کہ جن کا تعلق تعزیرات سے ہے۔ جن کا تعلق انتظامات سے ہے جن کا تعلق ملکی اندرونی انتظامات سے ہے اس کے متعلق تعزیرات قائم کئے جا سکتے ہیں اور حکومت کو تعزیرات کا حق دیا گیا ہے کہ وہ جس طریقے سے چاہیں تعزیرات قائم کرے۔ لیکن جتنے تک تعلق ہے چوری ڈاکے اور ارادے کا اور جتنے تک تعلق یہ دھماکوں وغیرہ کا ہے تو یہ فساد فی الارض کے سلسلے میں آتے ہیں اگر یہ فساد فی الارض کے سلسلے میں آتے ہیں تو حکومت کا فرض یہ تھا کہ جہاں کہیں وہ آتیں اور سزائیں موجود ہیں جسکی قرآن و سنت میں صراحت کی گئی ہے جس طریقے سے ہمارے وزیر انصاف صاحب ہمیشہ فرمایا کرتے ہیں کہ ہم یہاں یقیناً اسلام لائیں گے ہم ان پر بدگمانی نہیں کرتے، انکا ارادہ ہوگا لیکن میں پوچھتا ہوں کہ جب یہ نیا معاملہ یہاں آگیا اور نیا قانون لانا تھا اور آپ نے اس آرڈیننس کے اندر ترمیمات بھی کردی ہیں اور اس کے بعد اگر آپ اس کے اندر وہ رنگ لاتے تو یقینی بات ہے کہ اس کا ایک رعب ہوتا اور اللہ تعالیٰ ان کے دلوں کے اندر ان کا رعب ڈال دیتا۔

میں کیا عرض کروں جو اس وقت تک نظامِ کار ہے وہ بھی تبدیل نہیں کیا گیا۔ قانون بھی تبدیل نہیں کیا گیا دفعات نمبر ۳۰۲، ۳۰۳، ۳۹۶ اور ۳۹۷ یہ اس بل میں دیئے گئے ہیں کہ ان کے متعلق وہ سماعت کریں گے۔ لیکن یہاں جو اس کی تشریح کی گئی ہے۔ آپ اندازہ لگائیے کہ جرم سے متعلق جدول میں درج کوئی ایسا جرم مراد ہے جو حکومت کے خیال میں

دہشت ناک، وحشیانہ اور اپنی خاصیت کے اعتبار سے سنسنی خیز ہو یا اخلاق عامہ کے لئے نفرت انگیز ہو۔ یہ ایسے عمومی اور مبہم الفاظ ہیں کہ اس کی کوئی بھی تعبیر کی جاسکتی ہے اور اپنے خیال کے مطابق یہ کہا جا سکتا ہے کہ ہمارے نزدیک یہ وحشت ناک تھے، نفرت انگیز تھے یا جن سے عام لوگوں میں اشتعال پیدا کیا ہو، افراتفری خوف یا ہراس کا ماحول پیدا کیا ہو۔ آپ اندازہ لگائیے کہ یہ جو جرم کے متعلق کہا گیا ہے اور یہ جو ان کی تعریف کی گئی ہے یہ ٹھیک ہے کہ ان دفعات کے تحت شاید وہاں آئیں۔ لیکن یہاں پر جو اس کی تعریف کی گئی ہے یہ انہوں نے حکومت کی صوابدید پر رکھا ہے کہ حکومت کے خیال کے مطابق جب یہ نتائج اس سے برآمد ہوں یا امکان ہو تو وہ جرم سمجھا جائے گا اور یہ انہی کے حوالے کیا جائے گا۔

جتنے تک تعلق ہے ججز کا ہے اس کے لئے ایک سال رکھا گیا ہے اس سال کے اندر یہ بھی رکھا گیا ہے کہ اس کے اندر وہ جج بھی آسکتے ہیں جو پہلے پنشن پر ہوں۔ جب ایسے جج اس کے اندر آسکتے ہیں تو میں یہ نہیں کہہ سکتا کہ وہ حکومت کے دباؤ سے آزاد ہوں گے یا آزاد ہوسکیں گے۔ دونوں باتیں ہیں اس میں۔ ایک تو یہ ہے کہ حکومت دباؤ نہ ڈالے یہ بھی میرے خیال میں ناممکنات میں سے ہوگا۔ اور یہ ہے کہ حکومت اسی پر دباؤ ڈالے اور وہ اس کے دباؤ میں نہ آئے جبکہ وہ پنشنر ہو اور ایک سال کی ملازمت پر ہو تو اس کا ظاہر مقصد یہ ہے کہ حکومت کچھ اس کو اپنے مقصد کے لئے رکھ رہی ہے۔ اور جس سے یقیناً یہ خدشات پیدا ہوں گے۔

آپ اندازہ لگائیے جناب والا! حکومت جس بل کے سلسلے میں سنجیدہ ہوتی ہے تو اس کے لئے مسلسل ۱۴ گھنٹے اجلاس کرا کے پاس کروا لیتی ہے میں اپنے محترم وزیر سے گزارش کروں گا کہ خدا کے لئے اگر واقعتاً آپ اپنے ان دعوؤں میں سچے ہیں کہ یہاں اسلام آکر کے رہے گا۔

[Qazi Abdul Latif]

تو اس سلسلے میں آپ اگر سرعت اور جلد بازی سے کام کریں گے تو یقینی بات ہے کہ آپ کی دنیا اور آخرت دونوں سدھر جائیں گے۔ اس وقت جو بل ہمارے پاس ہے مجھے خدشہ ہے کہ اس سے یقیناً وہ مقصد حاصل نہیں ہو سکے گا جب تک آپ اس کے قواعد و ضوابط وہ نہیں لائیں گے جو اسلام نے بنائے ہیں۔ اور اسی طریقے سے قوانین وہ نہیں لائیں گے جو اسلام نے دیئے ہیں تو اس بل سے وہ مقصد حاصل کرنا کہ جس کے لئے یہ پیش کیا گیا ہے اور جس کا اظہار کیا گیا ہے کہ ہم ملک میں امن و امان قائم کرنا چاہتے ہیں میرے خیال میں این خیال است و محال است و جنون اس سے پہلے بھی ہم دیکھ چکے ہیں کہ

در ماندۂ صلاح و فلاح ہیں ما الحضر

ذی رسم ہا کہ مردم عاقل نہادہ اند

ہمارے محترم ایک معزز رکن نے اپنی تقریر میں فرمایا کہ قومی اسمبلی میں یہ بل پیش ہوا۔ پھر اسے واپس لیا گیا اور اس کی اصلاح کی گئی۔ میں اتنی گزارش کروں گا کہ صرف یہ بل کے سلسلے میں نہیں ہے بلکہ میں اپنے دوستوں سے یہ گزارش کروں گا اور اپنی حکومت سے بھی یہ گزارش کروں گا کہ بجٹ کے سلسلے میں بھی تو یہی ہوا تھا۔ پہلے اسے واپس لے کر دوبارہ پھر پیش کیا۔ تاجروں کے ٹیکسوں کے سلسلے میں بھی یہ قصہ ہوا کہ ٹیکسوں کے متعلق دوبارہ انکو مرتب کیا گیا میں گزارش کروں گا کہ آپ اپنی حکومت کو بدنام کر رہے ہیں ہو سکتا ہے کہ ملک کے اندر آپ پر کوئی اُنگلی نہ اٹھائے۔ لیکن دنیا ہمارے متعلق کیا تصور قائم کرے گی کہ انہوں نے وہ لوگ بٹھائے ہیں جو حکومت کے لئے دردسری کا باعث بنتے ہیں اور حکومت اپنے کئے پر پشیمان ہو کر اس بل کو دوبارہ مرتب کرتی ہے۔ بہر حال میں اتنی گزارش کروں گا کہ جب تک اسلامی قواعد اور اسلامی قوانین نہیں آئیں گے شاید یہ مسئلہ حل نہیں ہو گا۔

جناب چیئرمین: شکریہ! جناب میرداد خیل صاحب۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: بسم اللہ الرحمن الرحیم - جناب چیئرمین! جو حالیہ بل پیش کیا گیا ہے میں سمجھتا ہوں کہ یہ بہت ہی عجلت میں اراکین سے زبردستی کام کرایا جا رہا ہے۔ اس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ حکومت اپنی ظاہری اکثریت کے بل بوتے پر کام کرتی ہے جہاں جمہوریت ہوتی ہے وہاں حزب اختلاف کا اتنا ہی حصہ ہوتا ہے جتنا حزب اقتدار کا ہوتا ہے۔ اگر صحیح جمہوری حکومت ہو تو حزب اختلاف کی ہر معقول تجویز کو ماننے کے لئے کوشاں رہتی ہے اور اس کو کوشاں رہنا بھی چاہیے۔ لیکن اس وقت حکومت، ملک اور عوام کی خیرخواہی کے لئے اگر حزب اختلاف ایک لفظ بھی کہے تو یہ حکومت اس کو ماننے سے لیت و لعل سے اس لئے کام لے رہی ہے یہ چونکہ حزب اختلاف کا نمائندہ ہے لہٰذا اس کی بات کو نظر انداز کرنا چاہیئے۔ لیکن ہم لوگ اس ملک کے خیرخواہ ہیں اور اسلامی نظام زندگی کے خیرخواہ ہیں اور ہم دل و جان سے یہ چاہتے ہیں کہ اس ملک میں ایک ایسا اعلیٰ قانون نافذ ہو جس کے لئے تمام بنی نوع انسان جد و جہد کرتے ہیں اور اس کے نصب العین کے لئے ہمیشہ کوشش کرتے ہیں اور ہم جب یہ کہتے ہیں۔ ہمارا مرنا، ہمارا جینا، صرف اور صرف اللہ رب العزت کے لئے ہے تو پھر کیا وجہ ہے کہ ہم اس قانون کو ابھی تک نافذ نہ کر سکے۔ بل زیر بحث میں مظلوم عوام اور ملازم طبقہ کو کوئی تحفظ نہیں دیا گیا ہے اگرچہ اس قانون کا ہم جلد سے جلد نفاذ چاہتے ہیں آپ نے دیکھا کہ پچھلے دنوں روسی ہیلی کوپٹر اس پاکستان پر حملہ آور ہوئے اور اس کے ساتھ ساتھ پھر۔ (مداخلت)

جناب چیئرمین: وہ فرما رہے ہیں کہ اپنے موضوع کی طرف ذرا زیادہ توجہ رکھیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: یہ تو آپ کا کام ہے اس کا تو نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: انہوں نے جو کچھ فرمایا چونکہ انگریزی میں کہا اس لئے میرا خیال تھا کہ میں ترجمہ کر دوں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل: نہیں میں سمجھ گیا ہوں۔ میں انگریزی بھی سمجھتا ہوں لیکن چونکہ انگریزی پاکستان کی قومی زبان نہیں ہے اس لیے میں اس سے گریز کرتا ہوں لہذا اب میں اس بات پر آتا ہوں کہ آپ کا قانون اس وقت کہاں گیا تھا جب روسی ہیلی کا پٹروں نے پاکستان پر حملہ کیا۔ اس کے pilots آئے اور انہوں نے آٹھ دس گھنٹے یہاں قیام کیا۔ نقشے کھینچے اور پھر اس کے بعد جب جانے لگے تو انہوں نے کاغذات جلا دیئے تاکہ مواد ان کو مل نہ سکے اور پھر معذرت کی اور پھر فوراً ان کو رہا کیا گیا یہ قانون اس وقت کیوں نہیں لاگو ہوا۔ اس پر وہ قانون کہاں گیا اس سے صاف ظاہر ہے کہ حکومت آدھا تیتر اور آدھا بٹیر کا کردار ادا کر رہی ہے لیکن میں یہ چاہتا ہوں کہ اگر صحیح معنوں میں جمہوریت لانا چاہتے ہو تو پھر اللہ کا دیا ہوا نظام جو شریعت ہے اس کو لاگو کیا جائے اگر ایسا ہو جائے تو پھر کوئی وجہ نہیں ہے کہ ہمارے مسائل حل نہ ہوں۔

اس طرح اگر آپ یہ چاہتے ہیں کہ ہم سیاسی رہنماؤں کو اپنا آلہ کار بنانے کے لئے ایک قانون بنائیں اور اس قانون کے تحت ان کو ہم لائیں جس طرح پہلی حکومتوں نے کیا اب دیکھیں چوہدری ظہور الٰہی اتنا بڑا مالدار تھا شریف شہری تھا لیکن اس پر بھینس کی چوریوں کا الزام عائد کر کے اس کو گرفتار کیا تو کیا آپ اس حکومت کا وہی ورثہ لینا چاہتے ہیں اور پھر ایسے شریف لوگوں یا سیاستدانوں پر اس قانون کو لاگو کرنا چاہتے ہیں۔ ہم نہیں چاہتے کہ ایک تخریب کار کو چھوڑا جائے۔ ہم چاہتے ہیں اور ہمارا روز اول سے یہ اعلان ہے اور مطالبہ ہے کہ جو بھی تخریب کار ہو اس کو فوراً سزا دی جائے لیکن ہم یہ بھی کہتے ہیں کہ جو ملک کے خیر خواہ نہیں ہیں ان کو بھی سرعام پھانسی اور سزا دینی چاہیئے۔ اس وقت کہاں تھا آپ کا انصاف کہ جب پاکستان میں بعض سیاسی رہنما بر وقت اور برملا یہ کہتے تھے کہ کون

توڑے گا پاکستان کو ۔ وہ کہتے تھے کہ فلاں شخص توڑے گا ۔ تو کیا اس وقت
آپ کا قانون کہاں گیا ۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ ان لوگوں کو بھی اس میں لایا
جائے اور اس کا مثبت تدارک کیا جائے اس کے بعد تو ہم جو ترامیم
پیش کریں گے اس پر ہم بات کریں گے لیکن میں یہ کہتا ہوں کہ یہ ناقابل
توجہ بل ہے ۔

Mr. Chairman: Thank you. Any other Member who would like to speak. Hasan A. Shaikh Sahib.

Mr. Hasan A. Shaikh: Thank you Mr. Chairman. I have not had the honour of hearing some previous speeches. I have been able to hear only two speeches. I was for some personal reasons away from the House in the morning but from the trend of these speeches I feel that no attempt has been made to deal with the subject as such. Of course, we have been given doses of advices that there must be Islamic law, there is no dispute about it that we must take recourse to the Holy Quran and the offences enumerated therein, there is no dispute about it. What has really not been canvassed by the opposition Members, is that there was a demand for speedy trial of the offences by special tribunals all over the country. The things had gone so bad that people had found it very difficult to travel from one place to an other. Things had gone very bad that some people were abducted only for the purpose of getting money. Things had gone very bad that people were being attacked while they were asleep. They have been killed, their families were being killed and there was a general outcry that unless these factors are controlled and law is made for the purpose of speedy trials these cases there will be no end to these matters.

Mr. Chairman: I don't want to interrupt you but since you were not in the House these very points have been made that the present law does not include for example the offence of kidnapping and you referred that one of the motivation for bringing this law was kidnapping. So, please, I think you can perhaps answer that.

Mr. Hasan A. Shaikh: I am grateful to you for this but let me go according to my line of thought and then I will come back to what your lordship has said.

Mr. Chairman: Right.

Mr. Hasan A. Shaikh: Mr. Chairman, is it not the general demand of the country that speedy trials should be held in respect of certain offences. If that is the demand the only thing that has to be seen is whether there is any breach of Islamic injunctions or Islamic laws in respect of affording opportunities for such trials. I have been advised earlier by some of the important Members of this House that Islam envisages speedy trials and if Islam envisages speedy trials then all that has been done is to paraphrase the factors that will bring about the speedy trials. Full opportunity has been afforded to the accused to defend himself. If the accused does not participate in the trial for reasons best known to him the special courts have been authorised to appoint an advocate sufficiently capable to defend the accused and on the basis of the presumption that the accused is not guilty I think this particular provision is in obedience to the Islamic injunctions that every man must have his say before he is convicted. To say that Islamic laws have not been implemented or have not been promulgated is not to say that this Bill is for that reason bad. This Bill tries to envisage a factor by which all the necessary ingredients of good defence are allowed to the accused but at the same time if he wants to run away, if he wants to abscond, if he wants to create trouble in the court then he has been discouraged by the provisions of this Bill. A High Court judge or a District judge or an Additional District Judge are important elements in the judiciary in Pakistan. They are qualified to be on the special courts and therefore my submission is that the Bill meets the demands of the public.

As far as the question of punishment is concerned, there is no bar in these cases to the accused defending himself and after defending himself to plead for lenient punishment. But I think the time has come when the Government of Pakistan must put a stop to the activities that are creating terror in the minds of the people.

It may be that the Bill does not specifically concern with the kidnapping of the people in Pakistan. There were many constraints on the Government in producing this Bill. The constraints were—Members of the National Assembly, members of the Muslim League Party, public opinion, media and other factors but, Sir, I am quite certain the Government will take care of this fact that kidnapping has to be stopped. Whether those cases come within the ambit of the existing law, whether those cases should be dealt with by special

tribunals, that is a matter Government will have to seriously consider. My own view is that dacoities, robberies and kidnappings should be given a special consideration in determining what should be the scope of the law enforcing agencies and what should be the scope of the judiciary in Pakistan. Unfortunately, many people have opined that because of the delay in administration of justice, these offences are committed. Time factor has been given in the Bill itself. What sort of adjournment would be given and when the adjournment would not go beyond a certain limit that has been specified in the Bill. I think if the courts of law adhere to these provisions, and I have no doubt they will adhere to it, then these offences will be controlled and people who are today exploiting the difficulties of the Government, exploiting the lack of manpower in the police force, exploiting the delay in administration of justice will have to be brought on the platform of the judiciary to be dealt with severely without any compassion because when they committed those offences they never showed any compassion to anybody.

I have one feeling which I think I must explain. My feeling is that the Government in a democratic country cannot go whole hog only by considering the offences that have been committed or the manner in which the offences have been committed. It happens, Sir, our media makes a big halo of even small matters and our media also blames the Government for not taking strong action and when the Government does take strong action our media comes and says the Government should not take such strong action. The speedy trial was the demand of the media in general. Now that the Government has come with this measure, we have heard many voices against it but I am quite certain when the matters go before the judiciary people who are placed before the judiciary will get justice. If the courts come to a conclusion that the offences have been committed, it should be brought to the notice of everybody including the public prosecutors that the maximum punishment should be demanded after conviction in these cases. Thank you Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Any other Member?

(Pause)

جناب برہان الدین صاحب -

مجاہد برہان الدین خان: جناب چیئرمین صاحب! میں آپ کا مشکور ہوں، جناب عالی، میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ یہ جو بل ہے یہ صرف عارضی نوعیت کا ہے، عارضی نوعیت کی جو بھی چیز ہوتی ہے وہ صحیح چیز نہیں ہوتی ہے اس سے ہمیشہ کچھ نہ کچھ مطلب کی بو آتی ہے۔ تمام قانون مستقل نوعیت کے ہوتے ہیں لیکن یہ جو عارضی نوعیت کا ہے اور تھوڑی دیر کے لئے ہے تو یہی ایک چیز یہ ثابت کرتی ہے کہ اس کا کوئی خاص مقصد ہو گا جیسا کہ اس میں میرے دوستوں نے تشکوک کا اظہار کیا کہ یہ اپنے مخالفین کے برخلاف استعمال کیا جا سکتا ہے۔

میں صرف یہ عرض کرنا چاہتا ہوں کہ جب ایک مستقل نوعیت کا قانون ہمارے پاس ہے، اسلامی قانون ہے اور جیسا کہ شیخ صاحب نے فرمایا سپیڈی ٹرائیل کرنے کے لئے تو سپیڈی ٹرائیل کرنے کے لئے جو قانون ہے اسی پر وہ عمل کیوں نہیں کرتے، یہ سپیڈی ٹرائل صرف ایک چیز کے لئے نہیں بلکہ جتنے مقدمے کورٹوں میں ہیں ان سب کو ختم کرنا چاہیئے یہ جواب خصوصی عدالتیں بنا رہے ہیں ان میں قاضی کورٹ کا تو کوئی نام و نشان ہی نہیں اس سے مقصد یہ ہے کہ یہ کوئی بھی اسلامی چیز نہیں لانا چاہتے ہیں جب کبھی شریعت کی بات آجاتی ہے تو اس کو یہ ہمیشہ بہت دور پھینک دیتے ہیں اور اس پر کوئی غور ہی نہیں ہوتا ہے۔

سب سے پہلی بات کہ اگر یہ کورٹس ہوں تو اسلامی قاضی کورٹس ہونی چاہئیں اگر یہ اسلامی قانون نافذ کرنا چاہتے ہیں تو ان سپیشل کورٹس میں قاضیوں کو بھی شامل کرنا چاہیئے تب جا کر پبلک اور ہم لوگوں کو یہ یقین ہو جائے گا کہ حکومت کا کچھ نہ کچھ رجحان اسلام کی طرف جانے کا ہے تو کیس کوئی بھی ہے وہ اہم ہے ہم سب کہتے ہیں کہ کینسر کا سپیڈی ٹرائل ہونا چاہیئے مگر سپیڈی

ٹرائیل کے لئے صرف ایک سال کے لئے اور کچھ خاص چیزوں کے لئے تو نہیں ہونا چاہیے بلکہ تمام کیسز اہم ہیں، جن لوگوں کے مقدمے ہیں وہ سب ان کے لئے اہم ہیں اس لئے ان سب کو سپیڈی طریقے سے ختم کرنا چاہیئے صرف ان چند چیزوں کو رکھ کر جو اصلی چیزیں ہیں ان کو نکال پھینکنا نہیں چاہیئے ہم حکومت سے یہی عرض کرتے ہیں کہ مستقل نوعیت کا قانون ہمارے پاس ہے، اسلامی قانون ہمیشہ اور ہر وقت کے لئے ہے اور اس کو یہ کیوں رائج نہیں کرتے ہیں اور اس کے اوپر یہ کیوں عمل نہیں کرتے ہیں جب تک یہ شریعت کورٹس قائم نہیں کریں گے نہ یہ مقدمے صحیح فیصل کر سکیں گے اور نہ یہ جتنے جھگڑے اور فساد ہیں ان کو ختم کر سکیں گے اس لئے میں پرزور عرض کرتا ہوں کہ ان کورٹس میں قاضیوں کو بھی شامل کیا جائے اور اسلامی طریقے سے قاضی کورٹس ان میں ضرور قائم ہوں، اگر نہ ہوں گی تو پھر اسلامی طریقے سے یہ بل کوئی وقعت نہیں رکھتا۔ شکریہ!

جناب چیئرمین: شکریہ! اور کوئی صاحب، پھر بعد میں گلہ نہ ہو کہ بحث کے لئے وقت نہیں دیا جا رہا جناب بلیجو صاحب۔

جناب حمزو خان بلیجو: جناب یہ جو بل پیش کیا گیا ہے قومی اسمبلی میں اس پر بڑی تفصیل سے غور ہوا ہے پارٹی میٹنگ کے اندر بھی بڑی تفصیل سے اس پر گفتگو ہوئی ہے، بحث ہوئی ہے اور اس وقت موجودہ جو بل کی صورت ہے اس میں میرے خیال میں کوئی ایسی خرابی نہیں ہے اور ملک کے امن وامان کی جو صورت حال ہے اس کا تقاضا ہے کہ اس بل کو جلدی پاس کیا جائے۔ مہربانی۔

جناب چیئرمین: شکریہ!

قاضی عبداللطیف: جناب والا! میرے خیال میں اس پر ووٹنگ تو ہو چکی ہے صرف ایک سو آدمیوں نے اس کی تائید کی ہے تو عملی طور پر تو یہ مسترد ہو چکا ہے

اب آگے آپ کی مرضی ہے۔

جناب چیئرمین : ہاتھی کے پاؤں میں سب کا پاؤں، وزیر انصاف صاحب کو آپ سن لیجئے کہ وہ کیا کہہ رہے ہیں۔

جناب عبدالرحیم میرداد خیل : یہ ہاتھی تو نہیں ہے، یہ تو وزیر قانون ہے

جناب چیئرمین : صحیح ہے۔

Mr. Wasim Sajjad: Mr. Chairman, I am grateful to you for giving me this opportunity to wind up the first reading of the Special Courts for Speedy Trials Bill. Sir, for sometime the question of delay in the disposal of cases before courts of law has become a matter of deep concern for the public, for the members of the legal profession and for the judiciary and also I would say for the present Government. Eversince this Government has come into office, this is a matter which has received highest consideration at the Government level and we have tried to devise means by which justice could be provided speedly, efficiently to the common man. For sometime we have seen an increase in the crimes in the country. Some serious crimes have been committed and we see that as a result of delay, as time passes the witnesses lose interest in the cases. The complainant loses interest. He is put under pressure and a stage comes when sympathy starts to develop for the accused person. We have seen in the past some major crimes being committed in open day light, highway robberies, crimes where murders are committed in courts, crimes where murders are committed on the roads and the matter draged on for months, I would say for years before justice is done to the accused person. Even in those cases where an accused has been wrongly involved in the case, it is years before he finds liberty again and therefore it was imperative that something should be done to provide justice to the common man.

A review of our judicial system indicated that there are some long term meaures which would have to be taken to improve the efficiency of the judicial system. These long-term measures would include increase in the number of judges, simplification of procedures, setting up of a judicial academy so that the existing strength of judges can function more effectively. But it was felt that as an immediate measure, if we can not decide all cases speedily, at least those cases which cause concern amongst the public, which are sensational in nature, which shock public morality therefore, some cases should be taken out of this stream, put into a different stream so that they can be decided

at an early date. It was with this spirit Mr. Chairman, that this law was enacted and the philosophy behind this law was that special courts be created which should be courts of high status comprising persons who are Judges of the High Court or have been Judges of the High Court and at the initial stage when this Bill was proposed it was persons who would be qualified to be Judges of the High Court and against judgements of this Court appeal was provided directly to the Supreme Court of Pakistan by way of right. As you know Mr. Chairman, in ordinary circumstances an appeal lies to the Supreme Court by special leave and our law recognizes only one right of appeal in criminal cases if the matter is decided by the Sessions Court the first appeal lies to the Hight Court and thereafter leave to appeal goes to the Supreme Court of Pakistan. It was felt that to cut down delays we should provide a direct appeal as of right to the Supreme Court of Pakistan so that these matters come to an end at an early date.

However, when this law was introduced in the National Assembly we listened to views of the Members of the opposition, we also took into account the views expressed by the members of the Muslim League. We also took into account the views expreszd by the members of the public, by members of the legal profession and in the light of all these views we tried to arrive at a consensus with regard to this Bill. We fully accommodated the views of all sections because we felt that this was a Bill in the public interest and we should not allow the objective to be lost in the controversy that was being raised. As a result of these discussions several changes were made in this Bill at the level of the National Assembly and as I indicated earlier also Mr. Chairman, I have also had informal contacts with a large number of Senators and it is their views also which have been incorporated in this Bill which is now under discussion before this House.

As pointed out very rightly by my learned friend and colleague Maulana Kausar Niazi most of the defets which came to light have been totally removed as a result of the amendments; the person constituting the special court will be a High Court Judge or a Former Higher Court Judge or a person who is a Sessions Judge and is qualified to be appointed a Judge of the High Court. Normally, Mr. Chairman, a trial of a serious offence takes place at the level of a Sessions Judge. By the introduction of this law although people call it a special court because that is the name given to the Bill but it is no longer a special court because it is now constituted by a High Court Judge and *Ex*-Judge of the High Court or a Senior Sessions Judge and therefore, all that we are doing, is replacing an existing trial court by a court of higher

[Mr. Wasim Sajjad]

status. As in other offences an appeal will lie to the High Court but we have provided in the Act itself that the High Court will decide the appeal within thirty days, and thereafter the leave to appeal will go to the Supreme Court of Pakistan and the Supreme Court of Pakistan will deal with the appeal in an expeditious manner but in accordance with the rules of the Supreme Court itself. The period of limitation will be as laid down in the normal rules of the Supreme Court.

There was also an objection that power had been conferred on the Government to transfer cases from one special court to another. Mr. Chairman, this power was provided because even under the CRPC, I think, the Section is 177 and 178, power is conferred on the Provincial Government to transfer a case from one Sessions Division to another. There is also a power in the Provincial Government to transfer a case from one Province to another Province that is a power of the Government and it was keeping in view this power that we felt that no change should be made in the law as it existed at the moment. However, keeping in view the views expressed by the Members of the House and also keeping in view the fact that we are committed to enforcing the rule of law and the separation of the judiciary from the executive. This point of view was also accepted and as we now see the Bill, the power of transfer is vested only in the High Court and this ensures complete. Impartiality of the courts constituting this particular Bill.

The other provision to which objection was made, was also totally removed. The Government did not make it a matter of prestige because as I indicated earlier, this is not a problem only of the Government. It is a problem of the people. It is a problem of the opposition . It is a problem of the Muslim League. And therefore, Mr. Chairman, we decided that we will not make this an issue of prestige but take into account all views so that we can make a Bill which is acceptable to the people of Pakistan. And I am glad to say that the Bill as it has now been drafted, has the complete consensus of all the sections inside the House and outside the House.

I will now deal with some of the suggestions or criticisms levelled by the honourable Members in this House against the Bill as it is now before the House. Maulana Kausar Niazi was of the opinion . the power to make rules has been conferred on the Provincial Government and he was of the opinion that this should not be so and that the power

should vest in the Federal Government. In this connection Mr. Chairman, I would like to draw your attention to Article 202 of the Constitution which clearly says:

> that the practice and procedure of the Courts is to be determined by the Hight Court of the Province concerned.

Article 202 says:

> "subject to the Constitution and law a High Court may make rules regulating the practice and procedure of the Court or of any Court subordinate to it."

Therefore, as far as the practice and procedure is concerned this will be governed by the rules made by the High Court and also I would say the procedure is clearly laid down in this law itself as being the court of criminal procedure. I may clarify Mr. Chairman, that as far as the procedure is concerned there is no difference between this court and any other court of general jurisdiction. The CRPC, the Evidence Act, the engaging of council, the presentation of witnesses, all this procedure will be the same and there is no difference whatsoever between this court and any other courts. I think, while passing, I might clarify this issue also. There was also some criticism in the Press that as a result of this law the burden of proof has been placed on the I deny this totally. I would like to clarify this point. I would like the Press also to kindly take note of it because some wrong impression has been created. As far as this law is concerned there is no difference as regards burden of proof on the accused between this law and the law of general jurisdiction. The burden of proof under this law remains on the prosecution and will remain on the prosecution as is the principle of jurisprudence under this law and also I would say under the Islamic law to which principle we whole heartedly subscribe. Then the other criticism levelled was that we have given the power of appointment of Judges to the Provincial Governments.

Mr. Chairman, the constitution of courts generally, the question of law and order is a problem of the Provincial Governments and, therefore, this power has been deliberately given to the Provincial Governments. So that they might constitute courts keeping in view their requirements. But we have circumscribed the limits of thier power by laying down the rules and law within which that power is to be exercised. The person who can be appointed as a Judge has

[Mr. Wasim Sajjad]

to be a Judge of the High Court or a former Judge of the High Court or a Sessions Judge.

The appointment procedure is that it is to be made by the Governor of the Province in consultation with the Chief Justice of the High Court, and to this extent I would say—we have adopted the procedure laid down in the Constitution for the appointment of a High Court Judge except that those parts relating to the appointment which pertain to the Federal Government can not and could not be included when we are making an appointment in the provincial field. For example, a High Court Judge is appointed by the President after consultation with the Governor of the Province, the Chief Justice of the High Court and the Chief Justice of Pakistan. But since this was a provincial appointment, we could not include in it 'in consultation with the Chief Justice of Pakistan', or include in it the power of appointment of the President and that part of this appointment procedure which pertains to the Provincial Government namely, that the appointment will be made by the Governor in consultation with the Chief Justice of the High Court, that has been retained.

Also, Mr. Chairman, one doubt which has been now removed was that this is an open-ended law and any offence could be tried by the Special Court when originally envisaged this power was included. Because it was felt that all the safeguards which should be contined in judicial system have been provided and, therefore, it should be left to them to pick out a case which in their opinion is sensational or shocking to public morality and which hurts the public mind. However, when the views of the members came in, we felt that we should confine this to only offences specified in the schedule. I would like to clarify again, Mr. Chairman, that although this power is given, we must always keep in mind that whenever in the present context we confer these powers we have at the back of our minds the impression, correct impression, that ultimately the safeguard of the liberties of the people is vested in the judiciary of the country and the judiciary today is free and independent; fundamental rights stand restored; emergency has been lifted and any power vested in any law which is exercised in a *malafide* manner can be struck down, set aside by the High Court and the Supreme Court and, therefore, any law which is passed has to be viewed in that context also.

Maulana Samiul Haq, Mr. Chairman, raised the point that we had recently passed the amendment to the Suppression of Terrorist Activities Act and what was the need for this particular law?

The Suppression of Terrorist Activities Act, Mr. Chairman, is an Act which confers exclusive jurisdiction on the courts constituted under that Act, *i.e.*, that whichever offence is mentioned in that Act becomes the exclusive jurisdiction of the courts constituted thereunder. No other court can thereafter exercise jurisdiction in that matter. The problem here was that we cannot try all the murder cases in the country through these courts, because then these courts would get clogged; these courts would get burdened and the objectives of the law of speedy trial would not be possible of achievement. We had to give a power in this law to select cases which come within the definition of the offence as given in the statute itself so that they could be put in this special stream. We would of course ultimately merge now in the stream of the High Court and the Supreme Court, the only thing that is happening is that we will be able to expedite trials by constituting a court of higher status than the court which now tries cases of that nature at present, and therefore, there was a need for this law and this law has been enacted. The Bill is before this House for passage and the purpose of this law is that at the trial level we should be able to expedite certain cases and those certain cases then in appeal and further in leave to appeal should also be capable of expeditious disposal by these courts of law.

The honourable Member Qazi Abdul Latif also mentioned the power of transfer but as I explained earlier, Mr. Chairman, that power of transfer now stands modified and that power of transfer is now vested only in the High Court and that fear should no longer be there. There was a view expressed by some honourable Members that the jurisdiction of this court should have been enlarged. In particular, a reference was made to cases of bomb blasts and cases of kidnapping for ransom. As far as the bomb blasts cases are concerned, as I indicated earlier also we do have a special law for that purpose and that is the Suppression of Terrorist Activities Act of 1975 which deals with these matters and cases under the Explosive Substances Act are exclusive jurisdiction of that court constituted under that law. We had felt a difficulty in that and that difficulty was that because they are courts of exclusive jurisdiction a case of murder or an offence of murder committed in the course of those acts, those offences, which are in the purview of the Special Act, These had to be transferred to ordinary courts for trials. Therefore, let us say, if during the bomb blast a person also gets killed then the bomb blast case would be tried by the Special Court and the 302 case would have to be tried by the ordinary court. That defect has been removed by this Bill in the

[Mr. Wasim Sajjad]

National Assembly in the recent amendment which was passed. But as far as the kidnapping for ransom is concerned this is a matter which was discussed and it was felt that it should be included as a part of this Law. The difficulty was that the Penal Code as it stands at present, does not adequately define such an offence. For this purpose, the matter was taken to the Cabinet, the Cabinet has approved an amendment in the Penal Code which would define this offence more specifically. The question is now before the Standing Committee of the National Assembly. As soon as the matter is finalized and that amendment is made to the Penal Code, a simultaneous amendment would also be made in this Act so that kidnapping for ransom is also brought within the purview of the special courts under this particular law. So, I have taken note of the apprehension expressed by the honourable Members and I would like to assure them that the Government is fully conscious of this responsibility. We are aware of the difficulties in the administration of law being faced especially in the Sind Province, and this law would be made effective to deal with those contingencies and I can assure the House that we will do it at the earliest possible opportunity.

There was also a demand that the laws should be made 'Islamic'. Mr. Chairman, as I have repeatedly declared and announced and stated that there is a complete machinery available under the Constitution of Pakistan by which all laws in the country will be brought in accordance with the principles of Islam. Even this law can be challenged before the Federal Shariat Court and thereafter before the Surpreme Court. If there is any apprehension that any provision of this law is contrary to the Injunctions of Islam, we have laid down a procedure, a machinery and by going through that machinery each law will become a law according to the tenets of Islam. This is a gradual process but, nevertheless, the process is there and it has started and a large number of laws have been examined by the Federal Shariat Court at the Federal level as well as at the provincial level and in many laws the court has indicated the deficiencies which have been from time to time provided by amending the law so that the law is brought in conformity with the principles of Islam.

In the Islamic system, I think, it is a matter on which at least I have stated earlier also. I believe that the Islamic system provides for certain things which ought to be done as the *fraiz* or *farz* (فرائض یا فرض) certain things which God Almighty has prohibited, which cannot be done and within those limits the legislature is free to legislate but the limits have to be observed and it is for this reason that the preamble to

the Pakistan Constitution says: that whereas sovereignty vests in *Allah* Almighty alone; the authority of the people of Pakistan is to be exercised within the limits circumscribed by Almighty *Allah* and following that spirit, following that principle, following the provisions of the unanimously adopted Constitution in respect, of all matters including the Islamic provisions, the machinery is there the machinery is operative and god willing *Insha Allah*, we are on the process, on the road to that objective where ultimately *Insha Allah* there will be no law left in Pakistan which may contradict or contravene any of the principles or tenets of Islam. So, Mr. Chairman, I am grateful to the honourable Members for expressing their views but as I said all the views which they expressed and all the apprehensions which they have expressed have been taken note of fully and the law as it stands today is a law which is just, which is equitable, which provides appeal to the High Court and then to the Supreme Court which takes away the power of the executive to interfere and devises a machinery where at least some of the cases of a heinous nature can be tried in a speedy manner and disposed of. Thank you Mr. Chairman.

Mr. Chairman: Thank you very much. This brings to an end the debate on the principles of the Bill and its general provisions. I would now put the question. The question is:

"That the Bill to provide for the establishment of Special Courts for the Speedy Trials of Offences to be called [The Special Courts for Speedy Trials Bill, 1987], as passed by the National Assembly, be taken into consideration.

(The motion was carried).

Mr. Chairman: The motion is carried. I think the next stage would be the clause by clause reading and would suggest to allow the honourable Members to file their amendments that we take up the clause by clause reading tomorrow and at this stage we adjourn the sitting to meet tomorrow at 10.00 in the morning. In the meantime those of you who want to file amendments may please contact the Secretariat and do that. This sitting stands adjourned. Thank you.

[The House adjourned to meet again at ten of the clock in the morning, on Tuesday, October 20, 1987].

PCPPI—175(88)Senate—27-5-1991—300.